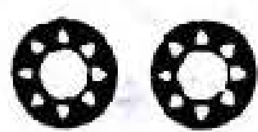
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حالات۔ کرامات۔ ملفوظات

سید الاولیاء

سید احمد کبیر رفاعی قدس سرہٗ

مفتی جلال الدین احمد امجدی



ادارہ معارف نعمانیہ

۳۲۳۔ شادباغ، لاہور (پاکستان)

سلسلہ اشاعت نمبر ۶۴

نام کتاب ——— سید الاولیاء سید احمد کبیر الرفاعی
نام مصنف ——— مفتی جلال الدین احمد امجدی
بار اوّل ——— کتب خانہ امجدیہ یوپی۔ انڈیا
نام کاتب ———
سن اشاعت بار دوم ——— اکتوبر ۱۹۹۳ء
تعداد اشاعت ——— دو ہزار
ہدیہ ——— دُعائے خیر بحق معاونین ادارہ
بار دوم ——— ادارہ معارف نعمانیہ لاہور

عطیات بھیجنے کے لیے

ادارہ معارف نعمانیہ کرنٹ اکاؤنٹ نمبر ۱۴-۱۵۰۴ حبیب بنک
شادباغ برانچ لاہور

نوٹ: بیرون جات کے حضرات ۵ روپے کے ڈاک ٹکٹ ارسال کر کے طلب فرمائیں

ملنے کا پتا

ادارہ معارف نعمانیہ ۳۲۳ شادباغ لاہور کوڈ ۵۴۹۰۰ پاکستان

۷۸۶
۹۲

نشانِ منزل

ادارہ معارف نعمانیہ لاہور، پاکستان، مسلکِ حق اہلِ سنت وجماعت کا ایسا اشاعتی ادارہ ہے جو عرصہ پانچ سال سے دینی، مذہبی، اصلاحی، تبلیغی، تحقیقی، تاریخی کتب کی اشاعت میں عظیم الشان خدمات انجام دے رہا ہے۔ مشاہیر اہلِ قلم کی گرانقدر تصانیف کو نہایت خوبصورت انداز میں شائع کر کے مُفت تقسیم کرنا اس کے بنیادی مقاصد میں شامل ہے۔ چنانچہ اکتوبر ۱۹۹۳ء تک چونسٹھ ۶۴ کتابیں پوری آب وتاب سے چھاپ کر بین الاقوامی سطح پر تقسیم کر چکا ہے جن کی تعداد تقریباً ڈھائی لاکھ بنتی ہے۔

زیرِ نظر کتاب "سیّد الاولیاء سید احمد کبیر رفاعی قدس سرہٗ" اہلِ علم وادب اور شائقین کی خدمت میں پیش کی جارہی ہے جسے بھارت کے ممتاز عالم، معروف مفتی، صاحبِ تصانیف کثیرہ حضرت علامہ مولانا مفتی جلال الدین احمد امجدی مدظلہٗ نے اپنے عقیدت بھرے قلم سے مزین کیا ہے۔ موصوف کی متعدد کتب ادارہ معارف نعمانیہ پہلے بھی شائع کر چکا ہے، جسے ہر طبقہ میں سراہا گیا اور بیحد مفید پایا۔ اُمید ہے کہ یہ کتاب بھی قارئین سے پذیرائی کی سند حاصل کرے گی۔

دُعا کریں ہم اپنے مقاصد میں کامیاب وکامران ہوں اور مسلکِ حق کی خدمت انجام دیتے رہیں، ہم اپنے ان تمام کرم فرماؤں کے بے حد ممنون ہیں جو ادارہ کے ساتھ مالی معاونت فرما کر اس مشن کو ترقی کی راہ پر گامزن کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ بجاہ حبیبہ الاعلیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جملہ معاونین واراکین کو اپنے کرم خاص سے بہرہ ور فرمائے۔
آمین

ادارہ

شرف انتساب

غوث صمدانی قطب ربانی محبوب سبحانی حضور سیدنا الشیخ محی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا کے نام جن کی عظمت و بزرگی کا ڈنکا سارے عالم میں بج رہا ہے۔

اور

غوث السالکین رئیس العارفین سید الاولیاء حضور سیدنا الشیخ سید احمد کبیر رفاعی علیہ الرحمۃ والرضوان کے نام جو حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانۂ مبارکہ کے مشہور بزرگ ہیں اور اُمِّ عُبیدہ (عراق ہی) میں آرام فرما ہیں مگر ان کے فیوض و برکات سے ساری دنیا مستفیض ہو رہی ہے۔

جلال الدین احمد امجدی

نگاہِ اوّلیں

مدرسہ قادریہ، رضویہ اشرفیہ پھرینڈہ ضلع بستی یوپی کے ناظم و منیجر عزیزم صوفی محمد سلیم رضوی و جناب محمد یونس قادری کی ملاقات سید محی الدین سلیم اللہ شاہ قادری رفاعی سے ہوئی جو صوبۂ گجرات شہر سورت کی درگاہ کلاں رفاعیہ کے سجادہ نشین ہیں۔

سید موصوف سے ان لوگوں کو سید الاولیاء سید احمد کبیر رفاعی علیہ الرحمۃ والرضوان کا تعارف حاصل ہوا تو ان لوگوں نے ہم سے حضرت کے حالات پر ایک کتاب لکھنے کی تمنا ظاہر کی اور آپ کے ملفوظات شریف کا مجموعہ البرہان المؤید بھی فراہم کیا جنھیں پڑھ کر میں حضرت کی ذات والاصفات سے بے انتہا متاثر ہوا اور یہ مختصر کتاب جو آپ کے حالات و کرامات اور ملفوظات پر مشتمل ہے مستند کتابوں کے حوالوں سے تیار کر دی۔

آپ کے ملفوظات شریف جو اس کتاب کے آخر میں ہیں اس قابل ہیں کہ انھیں طغروں کی شکل میں سنہری حرفوں سے چھپوا کر مسجدوں میں اور لوگوں کے گھروں، دکانوں اور آفسوں میں پہنچائے جائیں۔

تمام مسلمانوں اور خصوصاً سارے عالموں و پیروں کو چاہئے کہ حضرت کے ملفوظات کا بار بار مطالعہ کریں، جلسوں میں ان کو بیان کریں اور مسجدوں میں پڑھ کر نمازیوں کو سنائیں۔

دعا ہے کہ خدائے عزوجل سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ و طفیل میں ہماری اس کوشش کو قبول فرمائے اور سید الاولیاء سید احمد کبیر رفاعی علیہ الرحمۃ والرضوان کے فیوض و برکات سے ہمیں مستفیض فرمائے۔ آمین

جلال الدین احمد امجدی

۱۴ ربیع الآخر ۱۴۱۳ھ م ۱۲ اکتوبر ۱۹۹۲ء

فہرست مضامین

مختصر حالات

سید الاولیا حضرت سید احمد کبیر رفاعی شافعی علیہ الرحمۃ والرضوان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید المرسلین و علیٰ الہ واصحابہ واولیاء امتہ وعلماء ملتہ اجمعین۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو دنیا میں آباد کرنے کے ساتھ ہی اس کے رشد و ہدایت کے لئے انبیائے کرام علیہم السلام کے سلسلہ کو جاری فرمایا تاکہ انسان ان کی تعلیمات کی روشنی میں معبود حقیقی کو پہچانے، اس کے سوا کسی دوسرے کی عبادت نہ کرے اور شرک و کفر نیز دوسرے گناہوں میں مبتلا ہو کر اپنی زندگی تباہ و برباد نہ کرے اور نہ آخرت میں عذاب الٰہی کا مستحق بنے۔

اس سلسلے کی آخری کڑی ہمارے نبی اکرم حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں کہ ان کے بعد کوئی نبی نہیں پیدا ہوا اور نہ آئندہ پیدا ہوگا بلکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نائب کی حیثیت سے ان کی امت کے اولیاء اور علماء اب تک انسان کے رشد و ہدایت کا فرض انجام دیتے رہے اور آئندہ بھی یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہے گا۔

اس مقدس گروہ کے وہ حضرات کہ جو آسمان ہدایت کے آفتاب و ماہتاب بن کر چمکے اور جن کی روشنی سے پوری دنیا کے لوگ مستفید ہوئے ان میں سے

ایک ذات گرامی رفاعیہ سلسلہ کے بانی سید الاولیا محی الدین ابو العباس حضرت سید احمد کبیر رفائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بھی ہے کہ بقول حضرت علامہ تادنی علیہ الرحمہ ممالک اسلامیہ میں کوئی جگہ ایسی نہیں تھی کہ جہاں آپ کی خانقاہ نہ ہو۔ (قلائد الجواہر صـ ۲۸۹)

نام ونسب

آپ کا مبارک نام سید احمد کبیر ہے۔ ابو العباس کنیت ہے اور محی الدین لقب ہے۔ چونکہ آپ کے اجداد میں ایک صاحب کا نام رفاعہ تھا ان کی طرف نسبت ہونے کے سبب رفائی مشہور ہیں۔ اور حضرت امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تقلید کے سبب شافعی کہے جاتے ہیں آپ نسبًا سید الشہداء حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد میں سے ہیں اس لئے حسینی بھی کہے جاتے ہیں۔ آپ کے والد گرامی کا نام سید علی تھا۔

آپ کا سلسلۂ نسب عارف باللہ علامہ ابو محمد ضیاء الدین احمد وتری موصلی نے اپنی کتاب روضۃ الناظرین میں یوں بیان کیا ہے۔ حضرت سید احمد کبیر بن سید علی بن سید حسن رفاعہ ہاشمی مکی مقیم اشبیلی بن سید احمد اکبر صالح بن سید موسیٰ ثانی (جن کی کنیت ابو سبحہ کے ساتھ ابو التحیٰ بھی مشہور تھی) بن سید ابراہیم مرتضیٰ بن امام موسیٰ کاظم بن امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین بن امام حسین شہید کربلا بن امیر المؤمنین سیدنا علی بن ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین (البنیان المشید صـ ۵)

پیدائش

حضرت سید احمد کبیر رفائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۱۵ رجب المرجب ۵۱۲ھ کو مقام حسن میں پیدا ہوئے جو عراق میں ام عبیدہ کے قریب شہر واسطہ کے علاقہ میں واقع ہے۔ آپ کے زمانۂ ولادت میں خلفائے عباسیہ میں سے خلیفۃ المسلمین مسترشد باللہ سریر آرائے خلافت تھے۔

آپ کی پیدائش سے پہلے ہی سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آپ کے ماموں، شیخ وقت حضرت باز اشہب منصور بطائحی علیہ الرحمۃ والرضوان کو آپ کے پیدا ہونے کی بشارت دی تھی۔ پیدائش سے چالیس دن پہلے ایک رات۔ شیخ منصور نے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ فرماتے ہیں اے منصور! چالیس دن کے بعد تیسری بہن کے یہاں ایک لڑکا پیدا ہوگا اس کا نام احمد رکھنا۔ اولیائے کرام میں وہ سردار ہوگا۔ اور جب وہ ہوشیار ہو جائے تو تعلیم کے واسطے اسے شیخ علی قاری واسطی کے پاس بھیج دینا اور اس کی تربیت سے غفلت نہ برتنا۔ اس خواب کے پورے چالیس دن بعد آپ مقام حسن میں پیدا ہوئے (البنیان المشید ص ۵)

آپ کے ماموں حضرت منصور بطائحی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جلیل القدر مشائخ میں سے تھے۔ نہایت حسین و جمیل تھے۔ اور اسلاف کے طریقے پر کاربند تھے۔ فراخی و تنگی ہر حال میں احکام الٰہیہ کے پابند تھے۔ اور بارگاہ الٰہی میں آپ کی دعائیں قبول ہوئی تھیں۔ جب آپ ماں کے پیٹ میں تھے اور آپ کی والدہ شیخ ابو محمد شنبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ کے پاس جاتیں تو وہ ان کے احترام میں کھڑے ہو جاتے تھے۔ جب انھوں نے وجہ پوچھی تو فرمایا کہ میں اس بچے کی تعظیم کے لئے کھڑا ہوتا ہوں جو تمہارے پیٹ میں ہے کیونکہ وہ مقربین میں سے ہے۔ (قلائد الجواہر ص ۲۸۶)

حضرت سید احمد کبیر رفاعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سات سال تک مقام حسن میں اپنے شفیق ماں باپ کی پرورش میں رہے۔ آپ کی عمر مبارک کا ساتواں سال تھا کہ آپ کے والد ماجد حضرت سید علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کسی ضرورت سے بغداد شریف کی طرف گئے تو وہیں ان کا انتقال ہوگیا۔

ماموں کی تربیت اور علوم ظاہری و باطنی کی تکمیل

باپ کے انتقال فرما جانے کے بعد بظاہر آپ کی تعلیم و تربیت کی کوئی صورت نہ تھی اس وجہ سے آپ کے ماموں حضرت شیخ منصور بطائحی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ کو مع آپ کی والدہ محترمہ کے اپنے پاس بلالیا۔ اور سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت کے مطابق تعلیم و تربیت کی طرف پوری توجہ دی قرآن پاک تو آپ نے مقام حسن ہی میں شیخ عبدالسمیع حربونی کے پاس حفظ کرلیا تھا۔ کچھ دنوں کے بعد حضرت شیخ منصور نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت کے مطابق واسطہ میں شیخ ابوالفضل قاری واسطی کی خدمت میں علم حاصل کرنے کے لئے آپ کو بھیج دیا۔ شیخ علی واسطی نے بھی آپ کی تعلیم و تربیت میں خصوصی توجہ سے کام لیا یہاں تک کہ بیس سال کی عمر میں آپ نے تمام علوم عقلیہ و نقلیہ یعنی حدیث شریف، تفسیر، فقہ، معانی اور منطق و فلسفہ وغیرہ تمام فنون مروجہ کی تکمیل کرلی اور آپ کے استاذ محترم نے آپ کو حدیث شریف اور دیگر علوم کی سند و اجازت عطا کی۔ آپ حضرت شیخ علی واسطی کے علاوہ حضرت شیخ ابوبکر واسطی اور حضرت شیخ عبدالملک حربونی کے درس میں بھی شریک ہوتے تھے جو اس زمانے کے علماء میں نہایت باکمال مشہور تھے۔ اور اپنے علم و فضل کی وجہ سے مرجع خلائق تھے۔

غرضیکہ جب سید الاولیاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے علوم دینیہ کی تکمیل کرلی اور آپ کے اساتذہ نے سند و اجازت عطا کردی تو آپ نے بھی وہیں پر تدریس کا سلسلہ شروع کردیا اور ساتھ ہی اپنے ماموں حضرت منصور بطائحی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے علوم باطنی بھی حاصل کرنے لگے۔ لطف خداوندی اور مناسبت

طبعی کی وجہ سے آپ نے علوم باطنیہ میں بھی بہت جلد کمال حاصل کر لیا (البیان المشید ص۶)

آپ کی شہرت اور خلق خدا کا ہجوم

پہلے تو علوم ظاہری میں آپ کی خدا داد قابلیت اور ذکاوت کی وجہ سے شہرہ ہوا اور بڑے بڑے علماء و فضلاء آپ کے درس میں استفادہ کے لئے حاضر ہونے لگے۔ پھر جب آپ نے نصاب طریقت اور سلوک و معرفت کے مدارج عالیہ کو طے کر لیا اور آپ کے تقویٰ و پرہیزگاری کا خاص و عام میں شہرہ ہو گیا اور آپ کے ماموں نے خرقۂ سجادگی پہنا کر خانقاہ ام عَبیدہ میں آپ کو بلا لیا تاکہ آپ وہاں رہ کر لوگوں کی ہدایت و رہنمائی کریں اور اپنے علوم ظاہری و باطنی سے لوگوں کو فائدہ پہنچائیں۔ تو آپ سے استفادہ کے لئے خلق خدا اُوٹ پڑی اور خانقاہ ام عُبیدہ میں سیکڑوں اور ہزاروں کی تعداد میں علماء اور فقراء تحصیل علم اور تزکیۂ باطن کے لئے رہنے لگے۔ خانقاہ شریف میں جتنے آدمی رہتے تھے سب کے کھانے پینے کا انتظام آپ ہی کی طرف سے ہوتا تھا تاکہ سالکین اور طلبہ فراغ قلب اور اطمینان سے حصول مقصد میں لگے رہیں اور معاش کی فکر میں مبتلا ہو کر تحصیل علم اور ذکر خداوندی سے غافل نہ ہوں۔ بعض مستند اور ثقہ اہل علم کا بیان ہے کہ بعض دنوں میں ہم نے دیکھا کہ دس دس ہزار آدمیوں کا مجمع خانقاہ میں تھا اور سب کی مہمانی آپ کے لنگر خانہ سے ہوتی تھی (البیان المشید ص۷)

مگر لوگوں کے اس ہجوم پر آپ کو فخر و گھمنڈ ہرگز نہ تھا۔ علامہ ابن جوزی کے نواسے شمس الدین ابو المظفر یوسف نے اپنی تاریخ میں بعض شیوخ کے حوالے سے لکھا ہے کہ میں حضرت شیخ احمد رفاعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس شعبان

کی پندرہویں تاریخ کو حاضر ہوا تو دیکھا کہ آپ کے پاس ایک لاکھ کا مجمع ہے۔ میں نے کہا یہ تو بہت بڑا مجمع ہے۔ آپ نے فرمایا اگر میرے دل میں اس جماعت کی قیادت پر تکبر کا شائبہ بھی ہو تو میرا حشر ہامان جیسا ہو (قلائد الجواہر ص ۲۹۰)

آپ کے فضائل ومناقب

حضرت علامہ تادفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت سید احمد کبیر رفاعی بڑی شان کے بزرگ ہوئے ہیں۔ آپ کا مقام بہت بلند اور آپ کے احوال بہت مشہور ہیں۔ منقول ہے کہ آپ ان چار بزرگوں میں سے ایک ہیں جو بحکم الٰہی اندھوں کو آنکھ والا، کوڑھیوں کو تندرست اور مُردوں کو زندہ کر دیا کرتے تھے۔ ہر شہر اور دیہات میں آپ کے بیشمار شاگرد موجود ہیں۔ ممالک اسلامیہ میں کوئی ایسی جگہ نہیں تھی جہاں آپ کی خانقاہ نہ ہو۔ بکثرت مجاہدات کی وجہ سے اپنے احوال پر غالب اور اپنے باطن پر حاوی تھے۔ علوم طریقت میں اپنے دور کے استاذ کامل تھے۔ قوم کے پورے احوال آپ پر روشن تھے (یعنی آپ غیب کی باتیں جانتے تھے) لوگوں کی مشکلات کو آسانی سے حل فرما دیتے۔ آپ کا کلام بہت پاکیزہ ہوتا۔ اور صوفیہ میں آپ کو ایسی شہرت حاصل تھی جو کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ بہت متواضع اور وسیع القلب تھے۔ دنیا سے ایسے خالی ہاتھ گئے کہ کوئی شئے بھی اپنے پاس جمع نہیں کی (قلائد الجواہر ص ۲۸۹)

اور تحریر فرماتے ہیں کہ علامہ ابن جوزی کے صاحبزادے شیخ شمس الدین نے اپنی تاریخ میں لکھا کہ ابوالعباس حضرت سید احمد کبیر رفاعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ام عبیدہ میں مقیم تھے جہاں آپ سے بیشمار کرامتوں کا ظہور ہوا۔ آپ کے اصحاب ایسے مقامات پر فائز تھے کہ درندوں پر سوار ہو کر سانپوں کو کوڑے کی طرح ہاتھ میں رکھتے تھے ان میں سے بعض ایسے بھی تھے جو بہت بلند درخت پر چڑھ کر

نیچے کود جاتے تھے اور انھیں کوئی ضرر نہیں پہنچتا تھا (قلائد الجواہر صـ ۲۹۳)

اور حضرت علامہ شطنوفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت سید احمد کبیر رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ عراق کے مشہور مشائخ اور بڑے عارفین اور بڑے محققین و صدر مقربین میں سے ہیں۔ صاحب مقامات عالیہ جلالت عظیمہ کرامات جلیلہ، احوال منورہ، افعال خارقہ، انفاس صادقہ، صاحب فتح روشن چمکتے ہوئے قلب روشن، سر اطہر، قد اکبر، صاحب معارف غالبہ، حقائق منورہ اور اشاراتِ عالیہ تھے۔ قرب میں ان کا مکان مضبوط تھا، حضور میں ان کی مجلسِ اعلیٰ تھی ، تمکین میں ان کا ظہور بلند تھا، قوت میں ان کا مقام اعلیٰ تھا، تعریف نافذ میں ان کا قدم راسخ تھا اور احکام ولایت میں ان کا ہاتھ لمبا تھا ۔ وہ ان میں سے ایک ہیں جن کے لئے اللہ تعالیٰ نے خرق عادات کیا ہے، اعیان کو ان کے لئے بدلا ہے، ان کے ہاتھ پر عجائبات کو ظاہر کیا ہے، ان کو مغیبات کے ساتھ گویا کیا ہے، وجود میں ان کو تصرف دیا ہے اور ان کو مسلمانوں پر حجت بتایا ہے۔ علم حال تحقیق میں وہ اس طریق کے رکن ہیں۔ اس شان کے وہ ایک فرد ہیں۔ اس کے سرداروں کے امام ہیں۔ داعیوں اور ہادیوں کے سردار ہیں اور وہ ان میں سے ایک ہیں جن کی قطبیت کا چرچا ہوتا ہے۔ (بہجۃ الاسرار صـ ۲۳۵)

آپ نے شقی مرید کو سعید بنا دیا

اور حضرت علامہ شطنوفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ ایک شخص جنگل کے ایک بزرگ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جب وہ شخص وہاں سے چلا گیا تو اس بزرگ نے حاضرین سے فرمایا کہ میں نے اس شخص کی پیشانی پر لکھا ہوا دیکھا کہ وہ شقی و بد بخت ہے۔ پھر وہ شخص حضرت سید احمد کبیر رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے اسے خرقہ سے

سرفراز فرمایا۔ جب وہ شخص پھر جنگل کے اس بزرگ کی زیارت کے لئے آیا تو اس بزرگ نے حاضرین مجلس سے فرمایا کہ اس کی پیشانی سے حضرت سید احمد کبیر رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی برکت سے شقاوت و بدبختی کی سطر مٹادی گئی اور اس کے بدلے سعادت کی سطر لکھدی گئی (بہجۃ الاسرار ص۲۳۶)

آپ چھ ماہ کے بعد کھایا کرتے تھے

اور حضرت علامہ شطنوفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت سید احمد کبیر رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک شخص آیا تو اس کے لئے کھانا سامنے رکھا گیا۔ اس نے کہا جب میرا وقت آئے گا تب کھاؤں گا۔ آپ نے اس سے پوچھا تمہارے کھانے کا وقت کیا ہے؟ اس نے کہا مغرب بعد۔ فرمایا کب سے یہ عادت ہے؟ اس نے کہا چھ ماہ سے۔ مغرب کے بعد اس کے سامنے کھانا پیش کیا گیا۔ اس نے آپ سے کہا آئیے آپ بھی ہمارے ساتھ کھائیے۔ آپ نے فرمایا جب میرا وقت آئے گا تب میں کھاؤں گا۔ اس نے کہا آپ کا وقت کب آئے گا؟ آپ نے فرمایا چھ ماہ بعد (بہجۃ الاسرار ص۲۳۶)

آپ کا تعویذ

حضرت علامہ جامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ جب کوئی شخص آپ سے تعویذ لکھانے کے لئے کاغذ لے کر آتا اور اتفاق سے اگر سیاہی نہ ہوتی تو آپ بغیر سیاہی کے ہی لکھ دیتے تھے۔ ایک بار ایک شخص کو آپ نے بغیر سیاہی کے تعویذ لکھ کر دیدی مدت تک وہ شخص غائب رہا۔ ایک زمانہ گذر جانے کے بعد وہ پھر اسی کاغذ کو لے کر آپ کی خدمت میں آیا اور بطور امتحان وہ کاغذ دے کر کہا کہ آپ اس کاغذ پر تعویذ لکھ دیجئے۔ آپ نے جب اس کاغذ کو دیکھا تو فرمایا کہ اے برخوردار!

اس کاغذ پر تو تعویذ لکھا ہوا ہے۔ پھر اس کو واپس کر دیا۔ (نفحات الانس صہ ۷۸۵)

مریدوں کے لئے دوزخ سے آزادی کا پروانہ

اور حضرت علامہ جامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ ایک دن حضرت سید احمد کبیر رفاعی علیہ الرحمۃ والرضوان کے دو مرید جنگل میں گئے اور ایک جگہ بیٹھ کر آپس میں باتیں کرنے لگے ایک نے دوسرے سے کہا کہ تم اتنی مدت تک سیدی احمد کبیر کی خدمت میں رہے کیا تم کو کچھ حاصل ہوا؟ دوسرے نے کہا کہ تم کو اگر کچھ آرزو ہو تو حاصل کرو۔ اس نے کہا کہ اے میرے بھائی! میں چاہتا ہوں کہ اسی وقت دوزخ سے ہماری آزادی کا پروانہ آسمان سے اتر ے۔ دوسرے نے یہ سن کر کہا کہ خدائے تعالیٰ کا کرم بے انتہا ہے اور اس کا فضل بے پایاں ہے۔

ابھی یہ دونوں باتیں کر ہی رہے تھے کہ دفعتًا ایک سفید کاغذ آسمان سے آکر گرا تو اس کاغذ کو ان لوگوں نے اٹھا لیا جس پر بظاہر کچھ لکھا ہوا نہیں تھا وہ دونوں اس کاغذ کو لے کر حضرت سید احمد کبیر رفاعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنی باتوں کو ان سے بیان نہیں کیا صرف وہ کاغذ آپ کو دیدیا۔ جب حضرت نے اس کاغذ کو دیکھا تو فورًا سجدہ کیا۔ جب سجدے سے سر اٹھایا تو فرمایا کہ قدرت کے ہاتھ سیاہی سے نہیں لکھا کرتے اس پر خط نور سے لکھا ہوا ہے۔ اور کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَرَانِيْ عِتْقَ اَصْحَابِيْ مِنَ النَّارِ فِي الدُّنْيَا قَبْلَ الْاٰخِرَةِ۔ یعنی سب تعریف اس اللہ کے لئے ہے جس نے میرے مریدوں کی دوزخ سے آزادی مجھے دنیا میں آخرت سے پہلے دکھادی (نفحات الانس صہ ۷۸۶)

آپ کے اخلاق وعادات

سید الاولیاء حضرت سید احمد کبیر رفاعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اخلاق وعادات حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اخلاق کا مکمل نمونہ تھے عاجزی وانکساری اور تواضع اور مسکینیت آپ میں حد سے زیادہ تھی۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے سلوک ومعرفت کے سب طریقوں کو دیکھا اور غور کیا لیکن تواضع اور انکساری سے بہتر مجھے کوئی طریقہ نظر نہ آیا اس لئے میں نے اسی کو اپنے واسطے پسند کیا۔

اتباع سنت کے آپ خود بھی بہت پابند تھے اور اپنے مریدین ومعتقدین کو بھی اس کی تاکید فرماتے تھے۔ دنیا کمانے والے مکار صوفی منش لوگوں نے جو باتیں خلاف شرع ایجاد کر رکھی تھیں آپ ہمیشہ ان کو مٹانے کی کوشش فرماتے اور ایسے لوگوں سے نفرت کرتے تھے۔ کھانے اور پہننے میں سادگی کو پسند فرماتے تھے۔ دنیاوی تکلفات اور سامان تعیش سے نفرت تھی۔ طبیعت پر شرم وحیا بہت غالب تھی یہاں تک کہ عادت مبارکہ یہ ہو گئی تھی کہ پہنے ہوئے کپڑے جب میلے ہو جاتے تو آپ دریا میں اتر کر بدن پر ہی کپڑوں کو مل کر صاف کر لیتے اور پھر دھوپ میں کھڑے ہو کر کپڑوں کو سکھاتے اور جب تک کپڑے سوکھ نہ جاتے آپ دھوپ ہی میں کھڑے رہتے (البیان المشید ص)

آپ مجلس کی صدر جگہ میں کبھی نہیں بیٹھتے تھے اور نہ کبھی سجادہ پر تواضعا بیٹھتے۔ آپ بہت کم بولتے تھے۔ فرماتے تھے کہ مجھے چپ رہنے کا حکم دیا گیا ہے (بہجۃ الاسرار ص ۲۴۳)

حضرت علامہ تادنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔ آپ کے ایک خادم کا بیان ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک نہایت عمدہ مکان میں

حضرت سید احمد کبیر رفاعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ موجود ہیں اور اس مکان میں آپ کی ظالم بیوی داخل ہوئی جو آپ کو بہت اذیت پہنچاتی تھی۔ اس کے ہاتھ میں تنور کی جلی ہوئی لکڑی تھی جس سے وہ آپ کے کاندھوں پر مار رہی تھی جس کی وجہ سے آپ کے کپڑے کالے ہو گئے لیکن اس کے باوجود آپ خاموش بیٹھے رہے۔ بیداری کے بعد مجھے اس منظر سے بہت غصہ آیا اور میں نے آپ کے مخصوص مریدوں کو جمع کر کے کہا کہ شیخ پر تو یہ مصیبت گذرتی ہے اور آپ لوگ خاموش بیٹھے ہیں۔

ان میں سے ایک مرید نے کہا کہ اس کے مہر پانچ سو دینار ہیں اور شیخ میں ادائگی کی ہمت نہیں۔ یہ سن کر میں گھر آیا اور پانچ سو دینار لاکر آپ کی خدمت میں پیش کیا اور عرض کیا یہ آپ کی بیوی کا مہر ہے جو آپ کو تکلیفیں پہنچاتی ہے لیکن آپ نے مسکرا کر فرمایا کہ اگر میں اس کی بدزبانی اور مار کو برداشت نہ کرتا تو تم مجھے خواب میں عمدہ مکان کے اندر نہ دیکھتے (قلائد الجواہر صفحہ ۲۹۳)

آپ کے دل میں غوث صمدانی قطب ربانی حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بے انتہا احترام تھا۔ اکثر اپنے مریدین و معتقدین میں حضرت کی تعریف و توصیف بیان فرماتے اور ان کو آپ کی تعظیم و توقیر کی تاکید فرماتے حضرت علامہ شطنوفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ ایک شخص آپ کی خدمت میں رخصت کی اجازت لینے آیا جو بغداد شریف کے سفر کا ارادہ رکھتا تھا آپ نے اس سے فرمایا جب تو بغداد میں داخل ہو اور حضرت شیخ عبد القادر جیلانی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) باحیات ہوں تو ان کی زیارت پر کسی اور چیز کو مقدم نہ کرنا اور اگر وہ وفات پا چکے ہوں تو پہلے ان کی قبر کی زیارت کرنا کیوں کہ ان سے یہ عہد کیا گیا ہے کہ اَيُّمَا رَجُلٍ مِّنْ اَصْحَابِ الْاَحْوَالِ دَخَلَ بَغْدَادَ وَلَمْ

یَزُرْہُ کا سُلِبَ حَالُہٗ۔ یعنی جو شخص صاحبان حال میں سے بغداد میں داخل ہو اور ان کی زیارت نہ کرے اس کا حال سلب کر لیا جائے گا۔ (بہجۃ الاسرار ص۲۳۸)

آپ کی وفات

حضرت علامہ شطنوفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ آپ نے وفات سے پہلے فرمایا اَنَا شَیْخُ مَنْ لَّا شَیْخَ لَہٗ اَنَا شَیْخُ الْمُنْقَطِعِیْنَ اَنَا مَاْوٰی کُلِّ شَاۃٍ عُرْیًا اِنْقَطَعَتْ فِی الطَّرِیْقِ یعنی میں اس شخص کا شیخ ہوں جس کا کوئی شیخ نہیں۔ میں منقطعین کا شیخ ہوں۔ میں ہر اس مسافر بکری کا ٹھکانہ ہوں جو راستہ میں (ریوڑ سے) سے الگ ہو گئی (بہجۃ الاسرار ص۲۳)

آپ نے ۶۶ سال کی عمر تک اس دار فانی میں رہ کر خلق اللہ کی خدمت (اور ان کی رشد و ہدایت) کی۔ حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال فرمانے کے سترہ سال بعد یعنی ۵۷۸ھ میں آپ نے اس عالم فانی کو چھوڑ کر عالم بقا کا سفر اختیار فرمایا۔ آپ کی وفات کی خبر تھوڑی ہی دیر میں ام عبیدہ کے اطراف و نواح میں مشہور ہو گئی۔ لوگ دور دور سے آپ کی آخری زیارت اور نماز جنازہ کی شرکت کے لئے ام عبیدہ میں جمع ہونے لگے یہاں تک کہ نماز جنازہ کے وقت کئی لاکھ کا مجمع ہو گیا۔ بعد نماز آپ کو ام عبیدہ کی اسی خانقاہ میں سپرد خاک کیا گیا جس میں آپ کے نانا صاحب کا مزار تھا (البیان المشید ص۹)

عارف باللہ حضرت سید سراج الدین رفاعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک شعر میں آپ کی پیدائش، وفات کی تاریخ اور عمر کی مقدار اس طرح لکھی ہے۔

وِلَادَتُہٗ بُشْرٰی وَ لِلّٰہِ عُمْرُہٗ ⁂ وَجَاءَتْ بُشْرٰی اللّٰہِ بِالْقُرْبِ وَالزُّلْفٰی

یعنی آپ کی پیدائش خدائے تعالیٰ کی طرف سے بشارت تھی اور آپ کی عمر اللہ کے واسطے تھی۔ اور آپ کے تقرب الٰہی کی بھی خدا کی طرف خوشخبری تھی۔
لفظ بشریٰ سے سال پیدائش ۵۱۲ھ نکلتا ہے۔ اور کلمۂ جلالت اللہ کے عدد ۶۶ آپ کی عمر پر دلالت کرتے ہیں اور بشریٰ اللہ سے سال وفات ۵۷۸ھ ظاہر ہوتا ہے۔

ازواج واولاد

آپ کی پہلی شادی حضرت شیخ ابوبکر بن لجی بخاری کی صاحبزادی سیدہ خدیجہ سے ہوئی جو نہایت نیک طبیعت اور عبادت گذار خاتون تھیں۔ ان کے بطن سے ۲ دو صاحبزادیاں فاطمہ اور زینب پیدا ہوئیں۔ پھر جب حضرت خدیجہ کا انتقال ہوگیا تو آپ نے ان کی بہن حضرت رابعہ سے نکاح کیا اور ان کے بطن سے ایک فرزند قطب الدین صالح پیدا ہوئے جو سترہ سال کی عمر میں لاولد اپنے شفیق باپ سے ہمیشہ کے لئے جدا ہو گئے (البنیان المشید صـ۹)
آپ کی صاحبزادیوں کی شادیاں آپ کے چچازاد بھائی اور ہمشیرہ زاد سے ہوئیں جن کے نام مہذب الدولہ علی بن سیف الدین اور مہد الدولہ عبد الرحیم ہیں۔ انہی دونوں صاحبزادیوں سے آپ کا سلسلہ چلا جن کی اولاد میں بڑے بڑے عالم وفاضل اور باکمال بزرگ ہوئے۔ اگرچہ بعض لوگوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ آپ کے فرزند قطب الدین صالح نے ایک لڑکا چھوڑا تھا جس سے اولاد کا سلسلہ چلا مگر یہ قول صحیح نہیں ہے۔ درست قول یہی ہے کہ آپ کے صاحبزادے لاولد فوت ہوئے اور آپ کا سلسلہ صرف صاحبزادیوں سے چلا (البنیان المشید صـ۹)

کرامات

سید الاولیاء حضرت سید احمد کبیر رفاعی علیہ الرحمۃ والرضوان

آپ ان اولیائے کرام میں سے ہیں کہ جن سے بیشمار کرامتوں کا ظہور ہوا ہے۔ ان میں سے آپ کی چند مشہور کرامتیں یہاں درج کی جاتی ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ قبر سے باہر کر دیا

سید الاولیاء حضرت سید احمد کبیر رفاعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۵۵۵ھ میں حج بیت اللہ سے مشرف ہونے کے بعد جب مدینہ طیبہ پہنچے اور سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روضۂ انور پر حاضر ہو کر بلند آواز سے عرض کیا اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا جَدِّیْ۔ تو فوراً روضۂ مبارکہ سے آواز آئی وَعَلَیْكَ السَّلَامُ یَا وَلَدِیْ۔ اس آواز مبارک کو سن کر آپ پر وجد طاری ہو گیا۔ آپ کے علاوہ اور بھی جتنے لوگ وہاں موجود تھے سب نے اس آواز کو سنا۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت نے روتے ہوئے یہ شعر پڑھا۔

فِیْ حَالَۃِ الْبُعْدِ رُوْحِیْ کُنْتُ اُرْسِلُھَا
تُقَبِّلُ الْاَرْضَ عَنِّیْ وَھِیَ نَائِبَتِیْ

یعنی دور ہونے کی حالت میں اپنی روح کو خدمت مبارکہ میں بھیجا کرتا تھا جو میری نائب بن کر حضور کے آستانۂ مقدسہ کو چوما کرتی تھی۔

وَهٰذِهٖ دَوْلَةُ الْاَشْبَاحِ قَدْ حَضَرَتْ
فَامْدُدْ يَمِيْنَكَ كَیْ تَحْظٰی بِهَا شَفَتِیْ

اور اب جسموں کی حاضری کا وقت آیا ہے۔ لہٰذا اپنے دست اقدس کو عطا فرمائیے تاکہ میرے ہونٹ اس کو چومیں۔

حضرت سید احمد کبیر رفاعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اس عرض پر سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قبر انور سے اپنا دست مبارک باہر نکالا جس کو انہوں نے چوما۔ اس وقت روضۂ مقدسہ پر کئی ہزار کا مجمع تھا جنھوں نے اس واقعہ کو دیکھا اور سرور کائنات فخر موجودات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دست مبارک کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ انھیں میں حضرت محبوب سبحانی قطب ربانی حضرت شیخ عبد القادر جیلانی، حضرت شیخ عدی بن مسافر الاُموی اور حضرت شیخ عبد الرزاق حسینی واسطی علیہم الرحمۃ والرضوان جیسے جلیل القدر بزرگ بھی تھے (البنیان المشید ص ۸)

فضا سے بھنی ہوئی مرغابی گری اور پھر اس کی ہڈیاں زندہ ہو گئیں

حضرت سید احمد کبیر رفاعی علیہ الرحمۃ والرضوان کے بھانجے ابو الفرج عبد الرحمن بن علی رفاعی فرماتے ہیں کہ ایک دن جب شیخ تنہا بیٹھے تھے تو میں آپ کے ملفوظات سننے کی نیت سے قریب بیٹھ گیا تو اسی وقت ایک شخص اوپر آسمان سے اتر کر آپ کے سامنے بیٹھا۔ اور آپ نے مرحبا کہا۔ اس کے بعد اس شخص نے کہا کہ میں نے بیس روز سے کچھ کھایا پیا نہیں ہے اور میں چاہتا ہوں کہ اپنی خواہش کے مطابق کھاؤں پیوں۔ شیخ نے پوچھا تمہاری خواہش کیا ہے؟

اس نے آسمان کی طرف نگاہ اٹھائی تو دیکھا پانچ مرغابیاں اڑتی ہوئی جارہی ہیں۔ اس نے کہا اے کاش! ان میں سے ایک بھنی ہوئی مجھے مل جاتی جس کے ساتھ گیہوں کی روٹیاں اور ٹھنڈے پانی کا ایک کوزہ بھی ہوتا۔

شیخ نے یہ سن کر فرمایا کہ یہ مرغابیاں تو تیرے ہی لئے ہیں۔ پھر آپ نے اڑتی ہوئی مرغابیوں کی طرف دیکھ کر فرمایا عَجِّلِیْ بِشَهْوَةِ الرَّجُلِ۔ یعنی اس شخص کی خواہش جلد پوری کردو۔ ابھی آپ کا یہ جملہ پورا بھی نہ ہوا تھا کہ ان مرغابیوں میں سے ایک بھنی ہوئی آپ کے سامنے آکر گری۔ اور آپ نے اپنے پہلو میں رکھے ہوئے دو پتھروں کو اپنے ہاتھ سے کھینچا تو وہ بہترین قسم کی گیہوں کی گرم روٹیوں میں بدل گئے۔ پھر جب آپ نے اپنا ہاتھ فضا میں بلند کیا تو ایک سرخ رنگ کا کوزہ آپ کے ہاتھ میں آگیا جس میں پانی بھرا ہوا تھا۔ جب وہ شخص کھاپی کر ہوا میں پرواز کر گیا تو شیخ نے مرغابی کی ہڈیوں کو بائیں ہاتھ میں لے کر اس پر اپنا داہنا ہاتھ پھیرا اور فرمایا کہ اے ہڈیو اور پٹھو! خدا کے حکم سے آپس میں جڑ جاؤ۔ پھر آپ نے جب بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھی تو وہ مرغابی زندہ ہو گئی اور ہوا میں اڑتی ہوئی نظروں سے اوجھل ہو گئی (قلائد الجواہر ص ۲۹۱)

بھنی ہوئی مچھلیاں زندہ ہو کر دریا میں کود پڑیں

حضرت علامہ شطنوفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (متوفی ۷۱۳ھ) تحدثنا نہ اسانید کے ساتھ تحریر فرماتے ہیں کہ خبر دی ہم کو شیخ ابو یوسف یعقوب بن بدران بن منصور انصاری نے انھوں نے کہا کہ میں نے اپنے شیخ امام عالم تقی الدین علی بن مبارک بن حسن بن احمد بن ناسویہ واسطی سے سنا وہ کہتے تھے کہ میرے

سردار شیخ احمد رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ[ع] ایک دن دریائے دجلہ کے کنارے پر بیٹھے اور آپ کے مریدین آپ کے چاروں طرف تھے۔ آپ نے کہا کہ آج ہم بھنی ہوئی مچھلی کھانا چاہتے ہیں۔ ابھی آپ کا کلام پورا بھی نہ ہوا تھا کہ دریا کا کنارہ طرح طرح کی مچھلیوں سے بھر گیا اور ان میں سے بہت سی مچھلیاں خشکی کی طرف کودپڑیں اور ام عُبیدہ کے کنارے اس قدر مچھلیاں جمع ہوئیں کہ کبھی اتنی دیکھی نہ گئی تھیں۔

شیخ نے فرمایا کہ یہ تمام مچھلیاں مجھ سے کہتی ہیں کہ آپ کو اللہ تعالیٰ کے حق کی قسم ہے کہ ہم میں سے آپ کھائیں۔ تب آپ کے مریدوں نے ان میں سے بہت سی مچھلیوں کو پکڑ کر بھونا اور ایک بڑا دستر خوان شیخ کے سامنے بچھا کر اس کے پورے حصہ پر مچھلیوں کو رکھ دیا پھر سب نے کھایا یہاں تک کہ سیر ہو گئے اور دستر خوان پر بھنی ہوئی مچھلیوں میں سے کسی کا سر اور کسی کی دم وغیرہ باقی رہ گئی۔

پھر ایک مرید نے شیخ سے عرض کیا کہ اے میرے سردار! جو شخص کہ متمکن اور قادر ہو اس کی صفت کیا ہے؟ فرمایا یُعْطَی التَّصَرِیْفَ الْعَامَّ فِیْ جَمِیْعِ الْخَلَائِقِ۔ یعنی تمام مخلوق میں اس کو تصرف عام دیا جاتا ہے۔ مرید نے کہا اس کی علامت کیا ہے۔ شیخ نے فرمایا کہ اگر ان مچھلیوں کے باقی حصوں سے کہے تم اُٹھ کر دوڑنے لگو تو وہ اٹھ کر دوڑنے لگیں۔ پھر شیخ نے ان بھُنی ہوئی مچھلیوں کی طرف اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا اور فرمایا اَیَّتُهَا الْاَسْمَاكُ

ع غیر صحابہ کو رضی اللہ عنہ لکھنے کے بارے میں مفصل فتویٰ رسالہ "ضروری مسائل" یا فتاویٰ فیض الرسول جلد دوم میں مطالعہ کریں۔ انوار احمد قادری

الَّتِیْ فِیْ ھٰذِہِ الطَّوَاجِنِ قُوْمِیْ وَاسْعِیْ بِاِذْنِ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ۔ یعنی اے بھنی ہوئی مچھلیو! جو اس دسترخوان پر ہو خدائے تعالیٰ کے حکم سے اٹھ کر چلنے لگو۔ ابھی آپ کا یہ کلام پورا بھی نہ ہوا تھا کہ وہ بقایا حصے زندہ مچھلیاں ہوگئیں اور صحیح سالم ہوکر دریا میں کود پڑیں اور جہاں سے آئی تھیں وہیں چلی گئیں (بہجۃ الاسرار ص۲۲۷)

مرید کو ایک ساعت میں بحر محیط پہنچانا اور پھر واپس لانا

حضرت علامہ جامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت سید احمد کبیر رفاعی علیہ الرحمۃ والرضوان کے بھانجے ابوالحسن علی بیان کرتے ہیں کہ میں ایک دن حضرت کے خلوت خانہ کے دروازے پر بیٹھا ہوا تھا۔ مجھے آپ کے پاس کسی شخص کے باتیں کرنے کی آواز آئی۔ جب میں نے اندر دیکھا تو ایک شخص آپ کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ اس سے پہلے میں نے اس شخص کو کبھی نہیں دیکھا تھا بہت دیر تک وہ آپس میں باتیں کرتے رہے پھر وہ شخص خلوت خانہ کے ایک روشندان سے باہر نکل گیا اور بجلی کی طرح تیزی سے فضا میں غائب ہوگیا۔ میں نے خلوت خانہ میں شیخ کی خدمت میں حاضر ہوکر اس شخص کے بارے میں دریافت کیا۔ شیخ نے فرمایا کہ کیا تم نے اس کو دیکھا تھا؟ میں نے کہا جی ہاں۔ انھوں نے مجھے بتایا کہ یہ ان چار شخصوں میں سے ایک ہے جو بحر محیط کی حفاظت پر مامور ہیں۔ تین دن ہوگئے ہیں کہ یہ مہجور و معزول ہوگیا ہے مگر اپنی مہجوری و معزولی کا سبب خود اس کو معلوم نہیں۔ میں نے کہا اے میرے سردار! اس کی معزولی کا سبب کیا ہے؟ شیخ نے فرمایا کہ یہ بحر محیط کے ایک جزیرے میں رہتا ہے وہاں تین دن تک مسلسل بارش ہوتی رہی تو اس کے

دل میں یوں آیا کہ کاش! یہ بارش اس جزیرے کے بجائے کسی بستی اور آبادی میں ہوئی ہوتی۔ پھر اس نے اس خیال سے استغفار بھی کیا لیکن محض اس خیال کی بنا پر (جو نکتہ چینی پر مبنی تھا) یہ مہجور و معزول ہو گیا ہے۔

میں نے کہا سیدی! کیا آپ نے اس کو اس کی معزولی کے سبب سے آگاہ کر دیا؟ انھوں نے فرمایا نہیں۔ مجھے بتاتے ہوتے شرم آئی۔ میں نے کہا کہ اگر آپ فرمائیں تو میں اس کو یہ خبر پہنچا دوں۔ آپ نے فرمایا کیا تم ایسا کر دوگے؟ میں نے کہا جی ہاں میں تیار ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ اچھا اپنے گریبان میں اپنا سر چھپا لو۔ میں نے ایسا ہی کیا اس وقت میرے کانوں میں آواز آئی کہ اے علی! اپنا سر گریبان سے نکال لو۔ جب میں نے اپنا سر گریبان سے نکالا تو خود کو بحر محیط کے ایک جزیرے میں پایا۔ میں ادھر ادھر حیران و سرگشتہ پھر رہا تھا کہ اچانک میں نے اسی شخص کو دیکھا کہ میرے سامنے ہے۔ میں نے اس کو سلام کیا اور وہ سارا قصہ بیان کیا۔

اس نے مجھے قسم دی کہ اے شخص میں جو کچھ کہوں تم وہی کرنا۔ میں نے کہا میں ویسا ہی کروں گا۔ اس مرد نے کہا کہ میرے خرقہ کو میری گردن میں ڈال دو اور پھر اسے پکڑ کر مجھے گھسیٹو اور کہو کہ یہ اس شخص کی سزا ہے جو خدائے تعالیٰ کی مشیت پر اعتراض کرتا ہے۔ چنانچہ میں نے خرقہ ان کی گردن میں ڈالا اور چاہا کہ ان کے کہنے کے مطابق میں ان کو زمین پر گھسیٹوں کہ اتنے میں غیب سے آواز آئی اس کو چھوڑ دو کیونکہ آسمان کے فرشتے اس کے لئے رو رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اب اس سے راضی ہو گیا ہے۔ یہ آواز سنتے ہی میں بیہوش ہو گیا جب مجھے ہوش آیا تو میں نے خود کو اپنے ماموں شیخ احمد رفاعی کے پاس پایا۔ واللہ میں نہیں جانتا کہ میں کس طرح وہاں گیا اور کس طرح واپس آیا (نفحات الانس ص ۵۸۷)

حضرت غوث اعظم کا منکر مردہ ہو کر گر پڑا

حضرت علامہ شطنوفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (متوفی ۷۱۳ھ) تحریر فرماتے ہیں کہ ہم کو ابو القاسم محمد بن عبادہ انصاری حلبی نے خبر دی کہ میں نے شیخ عارف ابو اسحاق ابراہیم بن محمود بعلبکی مقری سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں اپنے شیخ امام ابو عبداللہ بطائحی سے سنا کہ میں سیدی شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی (ظاہری) زندگی میں ام عُبیدہ کی طرف گیا اور شیخ احمد رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صحن میں چند روز ٹھہرا۔ شیخ احمد رفاعی نے مجھ سے فرمایا کہ میرے سامنے شیخ عبدالقادر جیلانی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے فضائل و مناقب بیان کرو۔ میں نے کچھ بیان کیا۔ اثنائے گفتگو میں ایک شخص آیا اور کہنے لگا اس کو چھوڑ۔ ہمارے پاس ان مناقب کے علاوہ اور مناقب بیان کر۔ اور اشارہ شیخ احمد رفاعی کے مناقب سنا کیا۔ تو شیخ نے اس کی طرف غصہ سے دیکھا۔ وہ شخص اسی وقت شیخ کے سامنے گرا اور اس کی جان نکل گئی۔

پھر حضرت شیخ احمد رفاعی علیہ الرحمۃ والرضوان نے فرمایا کہ کون شخص حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کی تعریف کی طاقت رکھتا ہے؟ اور کون شخص ان کے درجہ تک پہنچ سکتا ہے؟ ذٰلِكَ رَجُلٌ بَحْرُ الشَّرِيْعَةِ عَنْ يَمِيْنِهٖ وَبَحْرُ الْحَقِيْقَةِ عَنْ يَسَارِهٖ اَيُّهُمَا شَاءَ اغْتَرَفَ اَلشَّيْخُ عَبْدُ الْقَادِرِ لَا ثَانِيَ لَهٗ فِيْ عَصْرِنَا هٰذَا۔ یعنی آپ وہ شخص ہیں کہ آپ کے داہنی طرف بحرِ شریعت ہے اور بائیں طرف بحرِ حقیقت۔ ان دونوں میں آپ جس سے چاہیں چلو بھریں۔ ہمارے زمانہ میں شیخ عبدالقادر جیلانی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا کوئی ثانی نہیں۔ (بہجۃ الاسرار ص ۲۳۸)

ایک مشتاق کو اپنی زیارت سے سرفراز فرمایا

حضرت علامہ شطنوفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (متوفی ۷۱۳ھ) تحریر فرماتے ہیں کہ ہم کو شریف ابو عبد اللہ محمد بن شیخ ابو العباس خضر بن عبد اللہ الحسنی موصلی نے خبر دی کہ میں نے اپنے باپ سے سنا کہ وہ کہتے تھے کہ میں ایک دن حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا کہ میرے دل میں حضرت شیخ احمد رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کا خیال پیدا ہوا تو مجھ سے حضرت شیخ نے فرمایا کیا تم شیخ احمد رفاعی کی زیارت کرنا چاہتے ہو؟ میں نے کہا ہاں۔ آپ نے تھوڑی دیر سر نیچے کیا پھر مجھ سے فرمایا اے خضر! یہ دیکھو یہ شیخ احمد رفاعی ہیں۔ میں نے دیکھا کہ وہ میرے سامنے ہیں۔ اور میں نے دیکھا کہ شیخ ہیبت والے ہیں میں نے کھڑے ہو کر ان کو سلام کیا۔ انھوں نے مجھ سے فرمایا کہ اے خضر! جو شخص کہ شیخ عبد القادر جیلانی جیسے اولیاء کے سردار کی زیارت کرے وہ مجھ جیسے کو دیکھنے کی تمنا کرتا ہے؟ میں تو ان کی رعیت میں سے ہوں۔ یہ فرما کر حضرت شیخ احمد رفاعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ غائب ہو گئے۔

حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال فرمانے کے بعد میں بغداد شریف سے ام عُبیدہ کی طرف آیا تاکہ میں حضرت شیخ احمد رفاعی علیہ الرحمۃ والرضوان کی زیارت کروں۔ جب میں آپ کی خدمت میں آیا تو وہ وہی شیخ نظر آئے جن کو میں نے شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یہاں پہلے دیکھا تھا۔ میرے نزدیک ان کی زیارت نے ان کی پہچان کو کچھ زیادہ نہیں کیا۔ شیخ احمد رفاعی نے مجھ سے فرمایا یا خضر اَلَمْ تَکْفِکَ الْاُوْلیٰ۔ یعنی اے خضر! کیا پہلی ملاقات تم کو کافی نہ تھی (بہجۃ الاسرار ص ۲۳۸)

ملفوظات

سید الاولیاء حضرت سید احمد کبیر رفاعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اگرچہ علوم شریعت و طریقت میں کامل و ماہر تھے اور عالمانہ شان کا آپ پر غلبہ بھی تھا لیکن تصنیف و تالیف کی طرف آپ نے توجہ نہیں فرمائی البتہ اکثر خاص مجلسوں میں اور کبھی مسجدوں میں وعظ فرماتے تھے یا روزانہ کی گفتگو میں اپنے خلفاء کو نصیحت فرماتے تھے تو آپ کی اجازت یا اشارہ سے آپ کے خادم اس کو لکھ لیتے۔ اس طرح چند کتابیں آپ کی تصنیف سے موسوم اور مشہور ہوئیں جن کے نام یہ ہیں۔

(۱) مجالس الاحمدیہ (۲) کتاب الحکم (۳) آثار النافعہ (۴) الحکم الساطعہ (۵) البرہان المؤید۔

ان میں سے صرف آخر الذکر کا اردو ترجمہ ہمیں دستیاب ہو سکا جو عالمانہ نصائح اور صوفیانہ حقائق و معارف کا بیش بہا خزانہ ہے۔ ہم اسی میں سے حضرت کے چند ملفوظات یہاں پر درج کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے بارے میں عقیدہ

خبردار! اللہ تعالیٰ کے لئے فوقیت/سفلیت اور مکان ثابت نہ کرنا اور ہاتھ اور آنکھ (وغیرہ انسانی اعضاء کی طرح) اور آمد و رفت کے طریقہ پر نزول کا قائل نہ ہونا کیونکہ کتاب و سنت میں اگر کہیں ایسے

الفاظ آئے ہیں جن سے بظاہر یہ باتیں معلوم ہوتی ہیں تو اسی کتاب و سنت میں اسی جیسی دوسری نصوص بھی ہیں جو اصل مقصود کی تائید کرتی ہیں (اور اللہ تعالیٰ کا مخلوق کی طرح نزول اور فوق و مکان اور ید و عین سے پاک ہونا بتلاتی ہیں) لہذا اب اس کے سوا کچھ چارہ نہیں کہ سلف صالحین کی طرح یوں کہا جائے کہ ہم ان متشابہات کے ظاہر پر ایمان لاتے ہیں اور مراد کے علم کو اللہ و رسول جل جلالہٗ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حوالہ کرتے ہیں اور اس کے ساتھ ہم اللہ تعالیٰ کو مخلوقات کے عیوب سے پاک بھی سمجھتے ہیں۔ پیشوایانِ سلف اسی راستے پر چلتے رہے (البرہان المؤید ص۱۴)

پابندیِ ارکان کی تاکید

اپنے اعمال کو ان پانچ ارکان پر مضبوطی کے ساتھ جماؤ جن پر اسلام کی بنیاد رکھی گئی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے (۱) اس بات کی دل اور زبان سے گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور سیدنا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں (۲) نماز قائم کرنا (۳) زکوٰۃ دینا (۴) رمضان کے روزے رکھنا (۵) بیت اللہ شریف کا حج کرنا (البرہان المؤید ص۱۶)

نبی کا مرتبہ

بزرگو! اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مرتبہ کو بہت بڑا سمجھو۔ آپ ہی مخلوق اور حق تعالیٰ کے درمیان واسطہ ہیں۔ آپ ہی نے خالق و مخلوق کا فرق بتایا۔ آپ اللہ کے بندے ہیں۔ اللہ کے محبوب ہیں۔ اللہ کے رسول ہیں۔ مخلوق الٰہی میں سب سے زیادہ کامل ہیں۔ اللہ کے پیغمبروں میں سب سے افضل ہیں۔ اللہ کی طرف راستہ بتلانے والے، اس کی طرف سب کو بلانے والے، اس کی خبریں سنانے والے

اور اس کی باتیں معلوم کرنے والے ہیں۔ آپ ہی سب کے لئے بارگاہ رحمانی کا دروازہ اور دربار صمدیت میں سب کا وسیلہ ہیں جو آپ سے مل گیا اللہ سے مل گیا اور جو آپ سے جدا ہوا اللہ تعالیٰ سے جدا ہوا۔ آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کا ارشاد ہے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کی خواہش اس شریعت کے تابع نہ ہو جائے کہ جس کو میں لے کر آیا ہوں (البرہان المؤید صہ ۱۷)

صحابہ کے مراتب

صحابہ میں سب سے افضل سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں پھر سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پھر سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ــــ صحابہ سب کے سب ہدایت پر ہیں (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ میرے اصحاب ستاروں کے مثل ہیں تم جس کی بھی پیروی کروگے ہدایت پاؤگے۔ اور صحابہ کے درمیان جو اختلافات و نزاعات ہوئے ہیں ان کے تذکرہ سے زبان روک لینا واجب ہے۔ اور اس کی بجائے ان کے محاسن و کمالات بیان کرنا چاہیئے۔ ان سے محبت کرنا چاہیئے اور ان کی تعریف کرنا چاہیئے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ صحابہ سے محبت رکھو ان کے ذکر و تذکرہ سے برکت حاصل کیا کرو اور ان جیسے اخلاق حاصل کرنے کی کوشش کرو۔ (البرہان المؤید صہ ۱۷)

محبتِ اہل بیت کی تاکید

دوستو! اپنے دلوں کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اہل بیت کی محبت سے بھی روشن کرو۔ کیونکہ یہ حضرات وجود کے چمکتے ہوئے انوار اور سعادت کے روشن آفتاب ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ

اللهَ فِی اَھْلِ بَیْتِی یعنی میرے اہل بیت کے متعلق اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور ان کے حقوق کو ادا کرو۔ اللہ تعالیٰ جس بندہ کے ساتھ بھلائی کرنا چاہتا ہے اس کو اہل بیت کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اس وصیت پر عمل کرنے کی پوری توفیق عطا فرماتا ہے۔ تو وہ ان سے محبت کرتا ان کی تعظیم کرتا مدد کرتا اور ان کی شان رفیع کا اہتمام کرتا، ان کی عزت کی حفاظت کرتا' ان کے حقوق کی رعایت کرتا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جو حق ان کے بارے میں امت پر ہے اس کی پوری نگہداشت کرتا ہے۔ قیامت میں آدمی اس کے ساتھ ہوگا جس سے اس کو محبت ہوگی اور جس کو اللہ سے محبت ہوگی اس کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بھی محبت ہوگی۔ اور جس کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے محبت ہوگی اس کو آپ کے اہل بیت سے بھی محبت ہوگی اور جو اہل بیت سے محبت کرے گا وہ ان کے ساتھ ہوگا اور وہ اپنے جد امجد سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ہوں گے۔ ان کو اپنے سے آگے بڑھاؤ خود ان سے آگے نہ بڑھو، ان کی مدد کرو' اور ان کی تعظیم کرو اس کی برکتیں تمہارے اوپر برسیں گی (البرہان المؤید صـ ۱۸)

صحبتِ اولیاء اللہ کی تاکید

اولیاء اللہ کے دامن سے چمٹ جاؤ اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللهِ لَاخَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَاھُمْ یَحْزَنُوْنَ۔ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَکَانُوْا یَتَّقُوْنَ۔ یعنی سن لو بیشک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ غم۔ وہ جو ایمان لائے اور پرہیزگاری کرتے ہیں (پ ۱۱ ع ۱۲) ولی وہ ہے جو اللہ سے محبت رکھتا ہو، اس پر ایمان رکھتا ہو اور تقویٰ پر کاربند ہو۔ لہذا جس کو اللہ

سے محبت ہو اس سے دشمنی نہ کرو۔ بعض آسمانی کتابوں میں ہے مَنْ اٰذٰی لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُہٗ بِالْحَرْبِ۔ یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو میرے کسی ولی کو ایذا دے گا تو میری طرف سے اس کو اعلان جنگ ہے۔ اللہ تعالےٰ اپنے اولیاء کے لئے (جب وہ ذلیل کئے جائیں یا ایذا دیئے جائیں بہت) غیرت کرتا ہے ان کی خاطر ایذا دینے والوں سے انتقام لیتا ہے۔ اور جو ان سے محبت کرے اللہ تعالیٰ اپنے اولیائے اکرام میں اس کی حفاظت کرتا ہے اور جو ان کی پناہ میں آجاتا ہے اس کی مدد فرماتا ہے۔ اولیاء کی محبت کو اپنے اوپر لازم کر لو، ان کا قرب حاصل کرو۔ ان کی وجہ سے تم کو برکت حاصل ہوگی۔ ان کے ساتھ ہو جاؤ یہی اللہ کی جماعت ہے اور سن لو اللہ ہی کی جماعت کامیاب ہے (البرہان المؤید صہ ۱۹)

اتّباعِ سنّت کی تاکید

بزرگو! درویش اسی وقت تک طریقت پر ہے جب تک کہ وہ سنّت پر قائم ہے اور جس وقت وہ سنّت سے ہٹے گا طریقت سے علیحدہ ہو جائیگا (البرہان المؤید صہ ۱۹)

آدابِ ظاہری کی تاکید

صوفیہ باطنی آداب کے ساتھ ظاہری آداب کی بھی بہت رعایت کرتے ہیں۔ ان کا قول ہے کہ ظاہری آداب سے باطنی آداب کا پتہ لگتا ہے۔ نیز وہ فرماتے ہیں کہ ادب ظاہری کی عمدگی ادب باطنی کی علامت ہے۔ نیز ان کا قول ہے کہ جو شخص ظاہری آداب سے واقف نہیں اس پر باطنی آداب کے بارے میں اطمینان نہیں کیا جا سکتا۔ اور اقوال و افعال اور احوال و اخلاق کے آداب سب کے سب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیروی میں منحصر ہیں۔

(تمام اقوال و افعال اور احوال و اخلاق کا ادب یہ ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اقوال و افعال وغیرہ سے ملتے جلتے ہوں) صوفی کے ظاہری آداب ہی سے اس کے مقام کا پتہ لگتا ہے۔ تم اس کے اقوال و افعال اور احوال و اخلاق کو شریعت کے ترازو میں وزن کرو اس وقت تم کو اس کے وزن کا بھاری یا ہلکا ہونا معلوم ہو جائے گا (البرہان المؤید صفہ ۲)

بڑے کی صحبت کا ادب

اپنے سے بڑے کی صحبت کا ادب یہ ہے کہ اس کی خدمت کرو۔ اور برابر والے کا ادب یہ ہے کہ اس کے ساتھ ایثار و ہمدردی کرو۔ اور اپنے سے چھوٹے کا ادب یہ ہے کہ اس پر شفقت کرو، اس کی تربیت کرو اور خیر خواہی کرو۔ عارف باللہ کی صحبت میں موافقت سے رہو (کہ اس کے خلاف کوئی بات نہ کرو) اور مخلوق کے ساتھ خیر خواہی سے رہو۔ اور نفس کے ساتھ مخالفت سے رہو اور شیطان کے ساتھ دشمنی و عداوت سے رہو (البرہان المؤید صفہ ۳)

جہالت کی قید اور معرفت کی حقیقت

جو شخص اپنے نفس اور تمام اغیار سے نکل گیا اور طبیعت کے کروفر پر لات ماردی وہ جہالت کی قید سے چھوٹ گیا۔ معرفت کی حقیقت وہ نہیں جیسا کہ تم گمان کرتے ہو کہ اونی جبہ ہو اور سر پر تاج ہو اور کپڑے اونچے ہوں بلکہ معرفت یہ ہے کہ رنج و غم کا جبہ ہو، سچائی کا تاج ہو اور توکل کا لباس ہو۔ اگر ایسا ہو تو بس تم عارف ہو گئے۔ عارف کا ظاہر شریعت کی چمک سے اور باطن محبت کی آگ سے خالی نہیں ہوتا۔ وہ حکم کے ساتھ ٹھہر جاتا ہے اور راستہ سے

ہٹنے نہیں پاتا۔ اس کا دل وجد کی چنگاریوں پر لوٹتا ہے اس کا وجد ایمان ہے اور اس کا سکون یقین ہے (البرہان المؤید صـ۳۳)

صحبتِ اولیاء کی ترغیب

اے لوگو! اولیاء اللہ کے قرب کی کوشش کرو جو اللہ کے ولی سے دوستی رکھتا ہے اللہ سے دوستی رکھتا ہے۔ ایسے ہی جو اللہ کے ولی سے دشمنی رکھتا ہے وہ اللہ سے دشمنی کرتا ہے۔ عزیزمن! اگر کوئی تیرے دشمن سے محبت رکھے کیا تو اس سے محبت کر سکتا ہے؟ نہیں۔ بخدا نہیں۔ تو سن لے کہ اللہ تعالیٰ کو مخلوق سے زیادہ غیرت ہے اس کو بھی اس بات سے غیرت آتی ہے کہ اپنے ولی کے دشمن سے محبت کرے۔ وہ انتقام بھی لیتا ہے اور قہر بھی نازل کرتا ہے۔ عزیزمن! اگر کوئی تمہارے دوست سے محبت کرے تو کیا تم اس سے نفرت کروگے؟ نہیں خدا کی قسم نہیں۔ تو جان لو کہ اللہ تعالیٰ مخلوق سے زیادہ کریم ہے۔ وہ تو سب کریموں سے بڑھ کر کریم اور سب مہربانوں سے زیادہ مہربان ہے۔ اس لئے وہ اپنے ولی کے دوست سے کبھی نفرت نہیں کرے گا بلکہ اس پر احسان کرے گا، اس کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے گا اور اس پر انعام واکرام فرمائے گا۔ (البرہان المؤید صـ۳۶)

طریقت میراث نہیں

میرے پیارے! تیرا یہ گمان ہے کہ یہ طریقت تیرے باپ کی میراث ہے۔ تیرے دادا سے بسلسلہ چلی آرہی ہے اور تیرے شجرۂ نسب میں داخل ہو جائے گی۔ تیرے خرقہ کے گریبان اور تیرے کلاہ پر منقش ہو جائے گی۔ تو نے اس سرمایہ کو طریقت سمجھ لیا ہے کہ ادنیٰ لباس ہو، ایک کلاہ ہو، ایک

لاٹھی ہو، ایک گدڑی اور بڑی سی پگڑی ہو، بزرگوں جیسی شان وصورت ہو" نہیں خدا کی قسم اللہ تعالیٰ ان چیزوں کو نہیں دیکھتا بلکہ وہ تیرے دل کو دیکھتا ہے۔ تیرے دل میں خدا کے اسرار اور اس کے قرب کی برکت کیونکر ڈالی جائے کہ وہ تو کلاہ وخرقہ اور تسبیح وعصا کے حجابوں میں گرفتار ہو کر اللہ تعالیٰ سے غافل ہو رہا ہے۔ عقل کس کام کی جو نور معرفت سے کوری ہے؟ اور وہ سر کس کام کا جو جوہر عقل سے خالی ہو؟

اے مسکین! تم نے اس جماعت جیسے کام تو کئے نہیں اور ان کا لباس پہن لیا اگر تو اپنے دل کو مار کر خوف کا لباس پہنتا اور ظاہر کو لباس ادب سے آراستہ کرتا اور نفس کو ذلت کا لباس پہناتا اور تکبر کو مٹنے کا لباس پہناتا اور زبان کو ذکر کے لباس سے آراستہ کرتا اور ان سب حجابوں سے جن میں پھنسا ہوا ہے چھوٹ جاتا اس کے بعد یہ لباس پہنتا تو تیرے لئے بہتر ہوتا مگر تجھ سے یہ بات کیونکر کہی جائے (کہ تیری سمجھ میں نہ آئے گی) تو نے تو یہ سمجھ لیا ہے کہ میرا کلاہ اس جماعت جیسا کلاہ ہے۔ میرا لباس ان کے لباس جیسا ہے۔ سب کی صورتیں ایک جیسی ہیں مجھ میں اور ان میں کیا فرق ہے؟ حالانکہ دل مختلف ہیں (اور سب سے زیادہ دل ہی کو ان کے جیسا ہونے کی ضرورت ہے)

اگر تجھ کو اپنی حقیقت معلوم ہوتی تو ماں باپ، دادا چچا اور لمبا کرتا و کلاہ اور تخت وزینہ سب سے الگ ہو جاتا اور خدا کی قسم اللہ کو ڈھونڈھنے کے لئے ہمارے پاس آتا۔ پھر اچھی طرح ادب حاصل کر کے یہ لباس پہنتا۔ اور میرا گمان تو یہ ہے کہ حسن ادب حاصل ہو جانے کے بعد تو اپنے نفس کو اس لباس اور تمام فضولیات سے جو اللہ سے غافل کرنے والی ہیں خود ہی الگ

کرلے گا۔ اے مسکین! تو اس وقت اپنے وہم پر چل رہا ہے۔ اپنے خیال پر راستہ طے رہا ہے۔ اپنے جھوٹ اور اپنے عُجب و غرور کے ساتھ چل رہا ہے۔ انانیت اور تکبر کی ناپاکی لادے ہوئے ہے اور سمجھتا ہے کہ میں بھی کچھ ہوں۔ بھلا یہ کیونکر ہو سکتا ہے؟ تکبر کے ساتھ یہ راستہ ایک قدم بھی طے نہیں ہو سکتا۔ تواضع کا علم سیکھ۔ حیرت کا سبق پڑھ۔ مسکنت اور انکساری کا علم حاصل کر۔

ارے بیہودہ! تو نے تکبر کا علم حاصل کیا اور بڑائی کا سبق پڑھا۔ بتا ان سب سے تجھے کیا حاصل ہوا؟ ہاں یہ ضرور ہوا کہ تو اللہ والوں جیسی ظاہری صورت بنا کر اس مردود دنیا کو حاصل کر رہا ہے۔ تو نے بہت ہی برا کیا۔ تیری مثال بالکل ایسی ہے جیسے کوئی گندی چیز کو گندی چیز کے عوض خرید رہا ہو۔ (کیونکہ دنیا کے لئے اللہ والوں جیسی صورت بنانا بھی بدترین دنیا ہے) تو اپنے آپ کو خود ہی کیونکر دھوکا دے رہا ہے؟ اور اپنے بارے میں اور اپنے مریدوں کے متعلق کیسی جھوٹی باتیں کرتا ہے؟ کہ اپنے کو اللہ والا کہتا ہے اور اپنے مریدوں کو طریقت کا سالک بتاتا ہے۔ حالانکہ نہ تو اللہ والا ہے اور نہ تیرے مریدوں کو کچھ اللہ کے راستہ کا پتہ ہے۔ (البرہان المؤید صہ ۴۲)

خدا تک پہنچنے کا طریقہ

عاشق اپنے محبوب کے پاس اس وقت تک نہیں پہنچ سکتا جب تک اس کے دشمن سے دور نہ ہو جائے (تو سن لے! دنیا خدا کی دشمن ہے اور تو اس میں پھنسا ہوا ہے پھر تو خدا کا مقرب اور اللہ والا کیونکر ہو سکتا ہے) ایک مرید نے پانی نکالنے کے لئے اپنا برتن کنوئیں میں ڈالا تو وہ سونے سے بھرا ہوا نکلا۔ اس نے برتن کو کنوئیں ہی میں الٹ دیا اور اللہ تعالیٰ سے عرض

کیا۔ میرے محبوب! تیرے حق کی قسم۔ میں تیرے سوا کسی چیز کو نہیں چاہتا۔ (اللہ والے ایسے ہی ہوتے ہیں۔ اگر ایسا نہ بن سکے تو کم سے کم اتنا تو ہو کہ حرام طریقے سے دنیا نہ کمائے۔ مریدوں کے مال پر نظر رکھنا اور لوگوں سے نذرانے و ہدیے وصول کرنے کے لئے اللہ والوں کی صورت بنانا حرام ہے۔ جس کو توکل کامل حاصل نہ ہو اس کو اپنے ہاتھ سے مزدوری کر کے غذا حاصل کرنا چاہیئے (البرہان المؤید ص۴۳)

عقل کی فضیلت اور عاقل کی پہچان

علم کی چوٹی عقل ہے مخلوق کو علم کا شرف بغیر عقل کے پوری طرح حاصل نہیں ہو سکتا۔ علماء کی ایک جماعت نے علم کے درجہ کو عقل سے بڑھ کر قرار دیا ہے مگر یہ اللہ تعالیٰ کی نسبت سے ہے۔ اس لئے کہ علم اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اور عقل مخلوق کی صفت ہے۔ لیکن ہمارے لحاظ سے ہمارے علم و عقل کا موازنہ کیا جائے تو یہ کہنا پڑے گا کہ ہماری عقل کا مرتبہ ہمارے علم سے بڑھا ہوا ہے۔ اس لئے کہ ہم کو بغیر عقل کے علم حاصل نہیں ہو سکتا (دوسرے یہ کہ عقل والا اگر ٹھوکر کھا کر گرتا ہے تو اس کے لئے کامیابی اور بھلائی کی پھر بھی امید ہو سکتی ہے۔ اس لئے کہ وہ اپنی غلطی پر متنبہ ہو کر اس کی تلافی کرے گا) اور بیوقوف ٹھوکر کھا کر گرتا ہے تو اس پر ناکامی و محرومی اور قطع تعلق کا اندیشہ ہوتا ہے (کیونکہ اس کو یہی خبر نہیں ہوتی کہ میں نے کیا غلطی کی اور اس کی تلافی کس طرح کرنا چاہیئے)

حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے ہم کو یہ بات پہنچی ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا جو عقل دین کا احاطہ نہ کرے وہ عقل نہیں۔ اور جو دین عقل پر غالب نہ ہو وہ دین نہیں۔ اس دین میں بعض باتیں ایسی ہیں جن کے بجالانے کا

حکم ہم کو دیا گیا اور بعض ایسی ہیں جن سے بچنے کا ہم کو مبلّغ اسلام سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم فرمایا ہے اور ہر ایک کے متعلق وعدے اور وعیدیں بیان فرمائی ہیں جب عقل اس عمل اور پرہیز کی ریاضت سے آراستہ ہو جائے اس وقت اس کو شریعت کے وعدہ اور وعید کے اسرار پر احاطہ ہونے لگتا ہے (البرہان المؤید صـ۴۹)

راستہ کھلا ہوا ہے

نماز روزہ اور حج و زکوٰۃ اور توحید اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رسالت کو دل سے ماننا سب ارکان سے مقدم ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ مومن کے تعلق اور خاص حالت کا مقتضایہ ہے کہ حرام کاموں سے بچتا رہے۔ بس یہی راستہ ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ مومن کی جو حالت اور جو تعلق ہے اس کا مقتضا یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو بہت یاد کرے۔ (البرہان المؤید صـ۶۱)

وقت اور قلب کی حفاظت

اپنے قلوب اور اوقات کی نگہداشت کرو کیونکہ تمام چیزوں سے زیادہ قیمتی یہی دو چیزیں ہیں۔ وقت اور قلب۔ اگر تم نے وقت کو بیکار ضائع کیا اور دل کی جمعیت کو برباد کر دیا تو تم فائدے سے محروم رہ گئے۔ اور وقت و قلب کا برباد کرنا یہ ہے کہ انسان گناہ اور غفلت میں مبتلا ہو جائے۔ اللہ کی یاد اور اطاعت و عبادت سے کسی وقت خالی ہو جائے۔ خوب سمجھ لو! کہ گناہ دل کو اندھا اور سیاہ کر دیتا ہے۔ اس کو بیمار اور خراب کر دیتا ہے۔

توراۃ میں لکھا ہے کہ ہر مومن کے دل میں ایک نوحہ کرنے والا

رہتا ہے جو اس کی حالت پر نالہ و فریاد کرتا رہتا ہے۔ اور منافق کے دل میں ایک گانے والا رہتا ہے جو ہر وقت گاتا بجاتا رہتا ہے۔ عارف کے دل میں ایک جگہ ہے جو کسی وقت اس کو خوش نہیں ہونے دیتی۔ اور منافق کے دل میں ایک جگہ ہے جو کسی وقت اس کو غمگین نہیں ہونے دیتی۔ (البرہان المؤید صـ۶۲)

اللہ سے ملنے کا قریب راستہ

دوستو! میں نے اپنی جان کھپادی اور کوئی راستہ ایسا نہیں چھوڑا جس کو طے نہ کیا ہو اور صدق نیت و مجاہدہ کی برکت سے اس کا صحیح راستہ ہونا معلوم نہ کرلیا ہو مگر سنت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتحیہ پر عمل کرنے اور ذلت وانکسار والوں کے اخلاق پر چلنے اور سراپا حیرت و احتیاج سے زیادہ کسی راستہ کو بہت قریب اور زیادہ روشن اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ محبوب نہ پایا۔ حضرت صدیق اکبر سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے اپنے تک پہونچنے کا ذریعہ عاجزی کے سوا کچھ نہیں بنایا (کیونکہ عاجزی تو ہر شخص آسانی سے حاصل کرسکتا ہے انسان تو سر سے پیر تک عاجز بھی ہے۔ اگر کوئی اور طریقہ اللہ تک پہونچنے کا اس کے سوا ہوتا تو بڑی مشکل ہوتی۔ اللہ تعالیٰ کے پانے سے اپنی عاجزی اور کمزوری کو سمجھ لینا ہی اللہ تعالیٰ کا پالینا ہے۔

روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا اے موسیٰ میرے پاس وہ چیز لاؤ جو میرے خزانوں میں نہیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا خداوندا! تو تمام عالم کا پروردگار ہے تیرے خزانوں میں کس چیز کی کمی ہے؟ فرمایا اے موسیٰ یاد رکھو کہ میرے خزانے بڑائی اور عزت و جلال اور جبروت و کبریائی سے بھرے ہوئے ہیں (اس کی میرے پاس کمی نہیں) تم میرے پاس

ذلت وانکساری اور مسکنت وعاجزی لے کر آؤ (یہ چیزیں میرے خزانے میں نہیں) بس میں انھیں لوگوں کے پاس ہوں جن کے دل میری وجہ سے ٹوٹے ہوئے ہیں۔ اے موسیٰ قرب حاصل کرنے والوں نے اس سے بڑھ کر کسی اور چیز سے میرا قرب حاصل نہیں کیا۔ (البرہان المؤید ص۶۶)

تعظیم علماء کی تاکید اور یہ کہ شریعت وطریقت دونوں ایک ہیں

بزرگو! تم جس طرح اولیاء اللہ اور عارفین کے درجہ کی تعظیم کرتے ہو اسی طرح فقہا اور علماء کے بھی درجہ کی تعظیم کرو کیونکہ دونوں کا راستہ ایک ہی ہے یہ حضرات (یعنی علماء وفقہا) ظاہر شریعت کے وارث اور احکام شرعیہ کے محافظ ہیں لوگوں کو احکام بتاتے ہیں اور ان احکام ہی کے ذریعے واصلین کو اللہ تعالیٰ کا وصل نصیب ہوتا ہے کیونکہ جو عمل اور جو کوشش شریعت کے خلاف کسی اور طریقے پر ہو اسے کچھ بھی فائدہ نہیں " اگر کوئی عابد پانچ سو برس تک خلاف شریعت عبادت کرتا رہے تو یہ عبادت اسی کے منھ پر ماری جائیگی اور اس کے گردن پر گناہ الگ ہوگا حق تعالیٰ قیامت کے دن اس عبادت کو کسی وزن میں شمار نہ کرے گا جس شخص کو دین کے احکام کی سمجھ حاصل ہو اس کی دو رکعتیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک جاہل درویش کی دو ہزار رکعتوں سے افضل ہیں پس خبردار! علماء کے حقوق ضائع نہ کرنا تم کو ان سب کے ساتھ حسن ظن رکھنا چاہیئے خصوصًا ان سے جو متقی و عالم باعمل ہیں۔ (البرہان المؤید ص۶۷)

علماء باعمل ہی حقیقت میں اولیاء ہیں

عالموں کی عزت وحرمت کی تمہیں

خاص طور پر حفاظت کرنی چاہیئے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جو شخص اپنے علم پر عمل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو ایسی چیزوں کا علم دیتا ہے جو اس کو پہلے سے معلوم نہیں ہوتیں (اور یہی بزرگی اولیاء کو حاصل ہوتی ہے لہٰذا ثابت ہوا کہ علماء باعمل ہی حقیقت میں اولیاء ہیں) اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَةُ الْاَنْبِیَاءِ یعنی علمائے کرام انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں (اور یہ بہت بڑی فضیلت ہے جس سے علماء باعمل سرفراز ہیں) یہی لوگ تمام انسانوں کے سردار اور تمام مخلوق سے اشرف اور حق تعالیٰ کا راستہ بتانے والے ہیں (البرہان المؤید ص۲۷)

شریعت و طریقت کا وجود ایک دوسرے سے الگ نہیں

تم ایسا مت کہنا جیسا کہ بعض جاہل صوفی کہا کرتے ہیں کہ ہم اہل باطن ہیں اور وہ اہل ظاہر ہیں (یہ بات غلط ہے کیونکہ یہ دین (ظاہر و باطن دونوں کا) مجموعہ ہے۔ اس کا باطن ظاہر کا مغز ہے اور ظاہر باطن کا ظرف ہے (یعنی اس کا محافظ ہے) اگر ظاہر نہ ہوتا تو باطن کہاں چھپتا اگر ظاہر نہ ہوتا تو باطن کا وجود ہی نہ ہو سکتا (کیونکہ دل بغیر جسم کے نہیں رہ سکتا یعنی اگر جسم نہ ہو تو دل خراب ہو جائے گا) اور دل بدن کا نور ہے (یعنی اگر بدن میں دل نہ ہو تو وہ مردہ اور تاریک ہوگا اس لئے باطن ظاہر کا محتاج ہے اور ظاہر باطن کا)

یہ علم جس کا نام بعض لوگوں نے علم باطن رکھا ہے اس کی حقیقت دل کی اصلاح ہے اور علم ظاہر کی حقیقت عمل بالارکان و تصدیق بالجنان ہے۔ (یعنی ظاہر بدن سے ارکان اسلام کو ادا کرنا اور دل سے توحید و رسالت اور فرائض و عقائد کی تصدیق کرنا) اب بتاؤ اگر تمہارا دل حسن نیت اور اندرونی

طہارت سے آراستہ ہوگیا مگر اس کے ساتھ تم نے قتل بھی کیا، چوری بھی کی، زنا بھی کیا، سود بھی کھایا، شراب بھی پی، جھوٹ بھی بولا، لوگوں پر تکبر بھی کیا اور سخت سست باتیں بھی کیں تو تمہاری نیت کے درست ہونے اور دل کے پاک ہونے سے کیا فائدہ ہوا؟

اور اسی طرح اگر تم نے اللہ کی عبادت کی، عفت بھی اختیار کی، روزہ بھی رکھا، سچ بھی بولا، صدقہ بھی دیا اور تواضع بھی اختیار کی مگر تمہارے دل میں ریار اور فساد چھپا ہوا ہے اور تم نے یہ کام اللہ کے واسطے نہیں کئے بلکہ مخلوق کو دکھلانے اور بزرگ بننے کے لئے کئے ہیں تو اس عمل سے کیا فائدہ؟

جب یہ بات تمہاری سمجھ میں آگئی کہ باطن ظاہر کا مغز ہے اور ظاہر باطن کا ظرف اور محافظ ہے دونوں میں کچھ جدائی نہیں (بلکہ ایک دوسرے کے ساتھ لگا ہوا ہے) کسی کو بھی دوسرے سے استغنا نہیں۔ تو جب تم یوں کہو کہ ہم اہل ظاہر ہیں تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ ہم اہل باطن بھی ہیں۔ اور جب تم یوں کہو گے کہ ہم ظاہر شریعت پر چلنے والے ہیں تو باطن اور حقیقت کو بھی تم نے (ساتھ ہی ساتھ) ذکر کر دیا کیوں کہ صوفیہ کی وہ باطنی حالت کون سی ہے جس کے حاصل کرنے کا ظاہر شریعت نے حکم نہیں دیا؟ لہذا ظاہر و باطن میں جدائی اور تفریق کا قائل نہ ہونا کہ یہ گمراہی اور بدعت (سیئہ) ہے اور علمار و فقہا کے حقوق سے لاپرواہی نہ برتنا کہ یہ جہالت و حماقت ہے (البرہان المؤید صد ۳۷)

علماء کو نصیحت

اے علمار! تم ایسا نہ کرو کہ علم کی حلاوت (یعنی مٹھاس تو) لے لو اور عمل کی تلخی و مشقت کو چھوڑ بیٹھو۔ اس لئے کہ یہ حلاوت بغیر اس تلخی کے فائدہ مند نہیں اور اس

تلخی کا ثمرہ ہمیشہ ہمیشہ کی حلاوت ہے (یعنی جنت کی راحت جو کبھی ختم ہونے والی نہیں۔) اِنَّا لَا نُضِیْعُ اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ عَمَلاً (پ۱۵ ع ۱۶) نص قرآنی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کا ثواب ضائع نہیں کرتا جن کے کام اچھے ہوں۔ اور اچھی طرح عمل کا مطلب یہ ہے کہ اخلاص کے ساتھ کیا جائے یہ آیت تم کو بتلاتی ہے کہ اعمال کا بدلہ ضرور ملے گا (جب کہ ان میں اخلاص ہو) اور اخلاص یہ ہے کہ عمل خالص اللہ کے لئے ہو نہ دنیا کے لئے ہو نہ آخرت کے لئے ہو اور اس کے ساتھ ہر حالت میں اور ہر عمل میں اور ہر بات میں اللہ پر ایمان رکھتے ہوئے اس کے ساتھ حُسن ظن بھی ہو۔ اس کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے۔ (عمل میں کوشش کرو اخلاص کامل حاصل کرنا ضروری ہے جس قدر ریاضات و مجاہدات اور اذکار و اشغال صوفیہ کرتے ہیں سب سے عمل کی تکمیل اور اخلاص کی تحصیل ہی مقصود ہے اس کے سوا کچھ نہیں) البرہان المؤید صے۳

صوفیہ کو نصیحت

بزرگو! تم یہ کیا کہتے ہو کہ حارث نے یہ کہا، بایزید بسطامی نے یہ کہا اور ابن منصور حلاج نے یہ کہا۔ یہ تمہاری کیا حالت ہے؟ ان باتوں سے پہلے یہ کہو کہ امام شافعی نے یوں فرمایا، امام مالک نے یوں فرمایا، امام احمد نے یوں فرمایا اور امام ابو حنیفہ نعمان نے یہ فرمایا۔ حارث اور بایزید بسطامی کا قول نہ تم کو گھٹا سکتا ہے نہ بڑھا سکتا ہے کیونکہ وہ محض اسرار و احوال اور مواجید و کیفیات ہیں جو ہر شخص کو جدا جدا پیش آتی ہیں۔ ان کے حاصل کرنے میں کسی کے ارادہ و اختیار کو دخل نہیں اور امام شافعی و امام مالک (وغیرہ ائمہ شریعت) کے اقوال کامیاب طریقے اور نزدیک راستے ہیں۔ پہلے علم و عمل سے شریعت کے ستونوں کو مضبوط کر لو اس کے بعد علم و عمل کی باریکیوں اور اسرار معلوم کرنے کے لئے بلند ہمت کرنا علم

کی ایک مجلس ستر برس کی عبادت سے افضل ہے۔ مراد وہ نفل عبادات ہیں جو فرائض سے زیادہ ہوں اور بغیر علم کے ادا کی جائیں (البرہان المؤید صہ۷)

علماء کا دامن پکڑنے کی تاکید

مشائخ طریقت اور میدان حقیقت کے شہسوار تم سے کہتے ہیں کہ علماء کا دامن پکڑ لو۔ میں یہ نہیں کہتا کہ تم فلسفہ سیکھو بلکہ یہ کہتا ہوں کہ فقہ حاصل کرو۔ اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی چاہتا ہے اس کو دین کی سمجھ (یعنی علم فقہ عطا فرماتا ہے) اللہ تعالیٰ نے کسی جاہل کو ولی نہیں بنایا اور اگر کسی جاہل کو ولی بناتا ہے تو اسے عالم بنا دیتا ہے۔ ولی دین کے فقہ سے جاہل نہیں ہو سکتا بلکہ وہ خوب جانتا ہے کہ نماز کس طرح پڑھنی چاہیئے، زکوٰۃ کس طرح دینی چاہیئے، روزہ کس طرح رکھنا چاہیئے اور حج کس طرح کرنا چاہیئے وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ معاملہ کرنے کا طریقہ پختہ کر لیتا ہے ایسا شخص اگر ان پڑھ بھی ہو جب بھی عالم ہے۔ (البرہان المؤید صہ۷)

صحبت علماء کی تاکید

علماء سے میل ملاپ قطع نہ کرو ان کی مجلسوں میں بیٹھا کرو؏ (ان کی باتیں سنا کرو) ان سے علم حاصل کرو اور یہ مت کہو کہ فلاں عالم تو بے عمل ہے۔ تم اس سے علم کی باتیں لے لو اور خود ان پر عمل کرو۔ اس کو اور اس کے عمل کو اللہ کے حوالے کرو۔ (البرہان المؤید صہ۷)

؏ بزرگوں نے ہمیشہ علماء کے احترام اور ان کی مجلسوں میں بیٹھنے کی تاکید کی ہے۔ لہٰذا جو پیر اپنے مریدوں کو علماء سے روکے جان لو کہ وہ دو کاندار ہے اس کو اندیشہ ہے کہ میرے مرید عالموں کے پاس بیٹھیں گے تو میری حقیقت مرید کو معلوم ہو جائیگی اور میری قلعی اس پر کھل جائے گی۔ انوار احمد قادری

مرید شیخ کا آئینہ ہے

سیدی شیخ منصور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے تھے کہ شیخ کی حالت کا آئینہ اس کے متبعین ہیں۔ ان میں شیخ کی حالت کا اثر کچھ نہ کچھ ظاہر ہو کر رہتا ہے خواہ کوئی بھی حال ہو حضرت جنید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مریدوں میں زبان طریقت اور زبان شریعت دونوں کے جمع کرنے کی خواہش پاؤ گے اور سیدی شیخ ابو الفضل کے مریدوں میں اللہ تعالیٰ کی طرف یکسو ہو جانے اور اللہ تعالیٰ کے سامنے اور مخلوق کے آگے ذلیل بننے کی خواہش پاؤ گے۔ کبھی بعض لوگوں میں یہ قاعدہ ٹوٹ بھی جاتا ہے مگر یہ کسی خصوصیت کی وجہ سے ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کے ساتھ جس کو چاہتا ہے مخصوص کر دیتا ہے (البرہان المؤید صہ۷۸)

طریقت کا خلاصہ دو لفظوں میں

حضرت معرف کرخی، حضرت داؤد طائی، اور حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اور ان صوفیہ نے جو ان حضرات کی صحبت سے فیض پانے والے ہیں اللہ تعالیٰ تک پہونچنے کے راستوں کا خلاصہ دو لفظوں میں بیان کیا (۱) شریعت پر مضبوطی کے ساتھ چلنا (۲) صرف اللہ کا طالب بننا۔ (یعنی اللہ کے علاوہ ساری چیزوں کی طلب دل سے نکال دینا۔ (البرہان المؤید صہ۷۹)

غفلت اور گناہوں سے بچو

میرے عزیز! میں یہ نہیں کہتا کہ تم تجارت اور صنعت و حرفت وغیرہ جملہ اسباب سے الگ ہو جاؤ بلکہ میں یہ کہتا ہوں کہ ان کاموں میں غفلت اور ارتکاب حرام سے بچتے رہو۔ میں یہ نہیں کہتا کہ تم بیویوں کو چھوڑ دو اور اچھے کپڑے نہ پہنو بلکہ میں یہ کہتا ہوں کہ خبردار! بیوی بچوں میں ایسے

مشغول نہ ہو کہ خدا کو بھول جاؤ اور قیمتی کپڑے پہن کر غریبوں کے سامنے نہ اتراؤ اور میں یہ کہتا ہوں کہ ضرورت سے زیادہ اس طرح زینت و آرائش کا اظہار نہ کرو کہ غریبوں کے دل ٹوٹ جائیں مجھے اندیشہ ہے کہ ایسی زینت سے تمہارے دلوں میں تکبر اور غفلت پیوستہ ہو جائے گی البتہ میں یہ کہتا ہوں کہ اپنا لباس صاف ستھرا رکھو مگر میں اس کے ساتھ یہ بھی کہتا ہوں کہ اپنے دلوں کو بھی پاک و صاف رکھو اس لئے کہ یہ کپڑوں کی صفائی سے مقدم ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہارے کپڑوں کو نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے۔ ہمارے سردار نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ایسا ہی یا اس کے قریب قریب فرمایا ہے (البرہان المؤید صہ ۸۱)

ولی کون؟

سن لو! ولی وہ شخص ہے جس نے نفس و شیطان اور دنیا اور اپنی خواہش سے منہ موڑ لیا اور اپنے چہرہ اور دل کو اللہ تعالیٰ کی طرف پھیر دیا اور دنیا و آخرت دونوں سے بے رخی کر کے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی چیز کا طالب نہیں ہوا (البرہان المؤید صہ ۸۲)

خوف اور امید ساتھ ہو

میں تم سے کہتا ہوں کہ ہمیشہ خوف اور امید کے درمیان رہو۔ خوف کی حقیقت یہ ہے کہ آدمی اپنے گناہوں کو پیش نظر رکھ کر اللہ تعالیٰ سے ڈرے۔ اور امید یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اچھے وعدہ کو یاد کرنے سے دل میں سکون و راحت پیدا ہو (البرہان المؤید صہ ۸۳)

چند باتوں سے بچنے کی تاکید

میں تم کو چند باتوں سے ڈراتا ہوں خبردار ان میں سے کسی کو اپنے اندر جگہ نہ دینا کیوں کہ یہ زہر قاتل ہیں۔ میں تم کو اللہ سے ڈرنے کی اور ان عادتوں سے دور رہنے کی سخت تاکید کرتا ہوں جن میں سے ایک حسد ہے

اس کی حقیقت یہ ہے کہ انسان دوسرے کی نعمت کا زوال چاہے۔ اور دوسرے کبر ہے جس کی حقیقت یہ ہے کہ آدمی اپنے کو دوسروں سے اچھا سمجھے۔ اور تیسرے جھوٹ ہے جس کی حقیقت خلاف واقعہ گھڑنا اور ایسی فضول بیہودہ بات کہنا ہے جس میں کسی قسم کا فائدہ نہ ہو۔ اور چوتھے غیبت ہے جس کی حقیقت یہ ہے کہ کسی کا ایسا عیب بیٹھ پیچھے بیان کیا جائے جو بشریت کی بناء پر اس میں ہے۔ اور پانچویں حرص ہے جس کی حقیقت یہ ہے کہ دنیا سے جی نہ بھرے۔ اور چھٹے غضب ہے جس کی حقیقت بدلہ لینے کے ارادہ سے خون کا جوش میں آنا ہے اور ساتویں ریاء ہے جس کی حقیقت یہ ہے کہ آدمی اس بات سے خوشی حاصل کرنا چاہے کہ دوسرے اس کے اعمال کو دیکھ رہے ہیں۔ اور آٹھویں ظلم ہے کہ آدمی اپنے نفس کی پیروی کرے اور اس کی ہر خواہش جو دل میں آئے کر گذرے چاہے اپنے کو یا کسی کو تکلیف پہونچے۔ (البرہان المؤید ص۸۳)

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی تاکید

امر بالمعروف و نہی عن المنکر

(یعنی اچھے کاموں کا حکم کرنے اور برے کاموں سے روکنے) کو اپنا شعار بناؤ۔ جو شخص امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتا ہے وہ زمین میں اللہ تعالیٰ کا خلیفہ ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خلیفہ ہے اور کتاب اللہ کا خلیفہ ہے صادق و مصدوق (سچے پیغمبر) صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہم کو ایسا ہی بتایا ہے — امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے کہ بہترین جہاد امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہے۔ اور جس نے فاسقوں سے عداوت کی، اللہ کے لئے نافرمانوں پر غصہ کیا، اللہ کے لئے جہاد کیا اور اسلام کے

سوا کسی دوسرے دین کا طالب نہ ہو تو اللہ تعالیٰ اس کو بخش دے گا۔

ناقلین حدیث رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے برے کاموں سے روکنے میں سستی کرنے والے اور برے کاموں میں مبتلا ہونے والے کی مثال یوں بیان فرمائی ہے کہ جیسے ایک جماعت کشتی میں سوار ہو۔ کچھ آدمی اوپر کے درجہ میں ہوں اور کچھ نیچے کے درجہ میں۔ پھر ایک شخص کلہاڑی ہاتھ میں لے کر کشتی کے نیچے کا تختہ توڑنے لگا۔ لوگ اس کے پاس آئے کہ یہ کیا کر رہے ہو؟ کہا مجھے پانی کی ضرورت ہے۔ اب اگر کشتی والوں نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور تختہ توڑنے سے روک دیا تو اس کو ہلاکت سے بچالیں گے اور اپنے کو بھی۔ اور اگر اس کو اسی حال پر چھوڑ دیا تو اسے بھی ہلاک کریں گے اور اپنے کو بھی۔ حدیث شریف میں ہے مَا مِنْ قَوْمٍ عَمِلُوْا بِالْمَعَاصِیْ وَفِیْهِمْ مَنْ یَّقْدِرُ اَنْ یُّنْکِرَ عَلَیْهِمْ فَلَمْ یَفْعَلْ اِلَّا اَوْشَکَ اَنْ یَّعُمَّهُمُ اللّٰهُ بِعَذَابٍ مِّنْ عِنْدِهٖ۔ یعنی جو قوم گناہوں میں مبتلا ہو اور اس میں ایسے لوگ بھی ہوں جو گناہ کرنے والوں کو روک سکیں پھر بھی وہ ایسا نہ کریں تو عنقریب اللہ تعالیٰ ان پر اپنی طرف سے ایسا عذاب بھیجے گا جو سب کو گھیر لے گا۔

حضرت سفیان ثوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص اپنے ہمسایوں کا محبوب ہو اور دوست واحباب اس کی تعریف کرتے ہوں سمجھ لو کہ وہ مداہن ہے (یعنی برے کاموں سے روکنے میں سستی کرتا ہے) بیشک انھوں نے سچ فرمایا۔ جو شخص برا کام دیکھ کر منع نہ کرے بلکہ خاموش رہے وہ بھی اس میں شریک ہے۔ غیبت سننے والا غیبت کرنے والے کا ساتھی ہے۔ (البرہان المؤید صہ ۸۴)

نصیحت کرنے والے کو نہ دیکھو کہ وہ خود عمل کرتا ہے یا نہیں

بزرگو! میں تم سے کہنا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کا مجھ پر یہ احسان ہے کہ جن باتوں کے لئے میں تم کو حکم دیتا ہوں یا ترغیب دلاتا ہوں پہلے میں ان سے خود آراستہ ہو چکا ہوں۔ لیکن تمہاری بھلائی اس میں ہے کہ تم کسی نصیحت کرنے والے سے اس شرط کا مطالبہ نہ کرو اور اس بات سے بھی شیطان کو اپنے اوپر کامیاب نہ کرو کہ ہم تو اس وقت تک امر بالمعروف نہ کریں گے جب تک کہ خود پوری طرح عمل نہ کرلیں۔ اور بری باتوں سے دوسروں کو اس وقت تک منع نہیں کریں گے جب تک کہ خود سب برائیوں سے نہ بچ جائیں۔ کیونکہ اس کا انجام یہ ہوگا کہ احتساب (یعنی روک ٹوک) کا دروازہ ہی بند ہو جائے گا۔ اس لئے کہ گناہوں سے کوئی معصوم نہیں۔ تم اچھی باتوں کا حکم کرو اگرچہ تم نے سب پر عمل نہ کیا ہو۔ اور بری باتوں سے روکو اگرچہ تم سب برائیوں سے نہ بچے ہو۔ ہمارے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ہم کو یہی حکم دیا ہے (البرہان المؤید صـ۸۵)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عادتوں کو معمولی بات سمجھ کر نہ ٹالو

خبردار! ایسامت کہنا کہ یہ باتیں تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عادتوں سے متعلق ہیں (عبادتوں سے متعلق نہیں ہیں) اور پھر یہ کہکر ان کو چھوڑ دو۔ اس لئے کہ ان کا چھوڑنا سعادت کے دروازوں میں سے بہت بڑے دروازہ کو بند کردے گا۔ اور عبادتوں میں تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اتباع نہ کرنے کے لئے میرے خیال میں کسی کے پاس کوئی بھی عذر نہیں ہو سکتا سوا اس کے کہ اس کے دل میں کفر چھپا ہو یا وہ پورا احمق ہو۔ اللہ تعالیٰ ہم کو اور

تم کو اس سے بچائے۔ آمین (البرہان المؤید ص ۸۶)

موت کو یاد رکھنے کی تاکید

خبردار! موت کو نہ بھولنا۔ کیونکہ یہ بھول غفلت سے پیدا ہوتی ہے اور غفلت اللہ کو کم یاد کرنے سے ہوتی ہے۔ اور ایمان کے کمی کی جڑ جہالت ہے اور جہالت گمراہی ہے۔ بعض آسمانی کتابوں میں لکھا ہے کہ اللہ تعالے ارشاد فرماتا ہے اے ابن آدم! تو میری دی ہوئی عافیت کے ذریعہ میری اطاعت پر قادر ہوا اور میری توفیق سے تو نے میرا فرض ادا کیا (تو بتا تو نے کیا کمال کیا؟) پھر میری دی ہوئی روزی کھا کر میری نافرمانی میں زور دکھانے لگا۔ تو میری نعمت ہی سے کھڑا ہوتا اور اٹھتا بیٹھتا ہے۔ میرے ہی دامن میں صبح و شام کرتا ہے، میرے ہی فضل سے زندہ رہتا ہے۔ اور سر سے پیر تک میری نعمت میں غرق ہو کر چلتا پھرتا ہے۔ اور میری دی ہوئی صحت و عافیت ہی کی وجہ سے تو خوبصورت بنا ہوا ہے اس پر بھی تیری حالت یہ ہے کہ تو مجھے بھول جاتا ہے اور دوسروں کو یاد کرتا ہے۔ میرا شکریہ نہیں ادا کرتا (اور مخلوق کے شکریہ میں ہر وقت بچھا جاتا ہے۔ (البرہان المؤید ص ۸۷)

آٹھ آدمیوں کی صحبت سے آٹھ باتیں پیدا ہوتی ہیں

جو شخص آٹھ قسم کے لوگوں کے پاس بیٹھے گا اللہ تعالیٰ اس میں آٹھ باتیں زیادہ کر دے گا۔ جو حاکموں کے پاس بیٹھے گا اللہ تعالیٰ اس میں تکبر اور سنگدلی بڑھا دے گا۔ جو مالداروں کے پاس بیٹھے گا اس میں دنیا اور دنیا کے سازو سامان کی لالچ زیادہ کر دے گا جو درویشوں کے پاس بیٹھے گا اس میں تقدیر پر رضا، جو بچوں کے پاس بیٹھے گا اس میں کھیل کود کا شوق اور جو عورتوں کے

پاس زیادہ بیٹھے گا اس میں جہالت وشہوت بڑھا دے گا۔ اور جو نیک لوگوں کے پاس بیٹھے گا اس میں علم واحتیاط بڑھا دے گا۔ اور جو فاسقوں کے پاس بیٹھے گا اس میں گناہ کی رغبت اور توبہ کی ٹال مٹول زیادہ کر دے گا۔
(البرہان المؤید صہ ۸۷)

بڑائی کے خیال کا تواضع سے استقبال کرو

عزیز من! تیرے دماغ میں جتنی باتیں گھومتی ہیں جیسے اپنے اوپر نظر ہونا یا اپنے مال، خاندان، نسبت، علم، وطن، بیوی بچوں، اعمال فتوحات، کرامات اور فضیلت وغیرہ پر نظر ہونا۔ یہ سب خیالات ہیں۔ اگر تم نے اس کا استقبال عاجزی اور ذلت ومسکنت اور اللہ کے شکر وحمد کے ساتھ کیا تو یہ تیرے حق میں کامیابی اور فتح کا سبب بن جائیں گے۔ اور اگر تو نے ان کا استقبال عزت اور تکبر وبڑائی اور غفلت کے ساتھ کیا تو یہ قباحت اور وسوسۂ محضہ اور اللہ تعالیٰ سے جدائی کا سبب بن جائیں گے۔ لہٰذا اپنے آپ کو سنبھال اور اپنی حالت کی اصلاح کر، دا وران خیالات کے آنے کے ساتھ اپنی عاجزی اور ذلت ومسکنت کو پیش نظر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی حمد کر اور اس کا شکر بجالا تکبر اور بڑائی کو ہرگز دل میں جگہ نہ دے ورنہ اللہ تعالیٰ سے الگ ہو جاؤ گے۔ (البرہان المؤید صہ ۸۹)

غالب حال والے کی تقلید نہ کرو

اہل محبت کے دل پر جب کوئی حال غالب ہوتا ہے تو اس کی عقل جاتی رہتی ہے۔ اس وقت اس کی زبان سے ایسی باتیں نکلنے لگتی ہیں جیسے مجنون، نشہ والے، مدہوش یا مالیخولیا والے کی زبان سے نکلنے لگتی ہیں۔ تو ایسے شخص کو خدائے تعالیٰ کے حوالہ کر دو اس کی شان میں

گستاخی نہ کرو) بس اس کی اتنی ہی رعایت تمہارے لئے کافی ہے (اس سے آگے نہ بڑھو کہ تم بھی اس کی تقلید کرکے ایسی ہی باتیں منھ سے نکالنے لگو یا اس کے کلام کی تعریف کرنے لگو) تم شریعت کی مضبوط رسی کو پکڑے رہو جس کا پکڑنے والا کبھی گمراہ نہیں ہوتا۔ شطحیات[ع] جو تحدیث نعمت کی حد سے نکلے ہوئے ہیں ان کے متکلم کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص بیت الخلاء (سنڈاس) میں بیٹھا ہوا سو جائے اور خواب میں دیکھے کہ میں شاہی تخت پر بیٹھا ہوا ہوں۔ جب آنکھ کھلی اور اپنی جگہ کو پہچانا تو شرمندہ ہو گیا۔ اللہ اللہ۔ حدود پر جمے رہو اور سردار عظیم نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طریقہ کو مضبوطی کے ساتھ پکڑے رہو (البرہان المؤید صـ۹۱)

علم کا اثر صرف زبان پر نہ ہو

تیرا سارا حصہ صرف زبان میں نہ ہو (کہ علم حاصل کرنے کے بعد صرف باتیں بنانا اور وعظ و تقریر کرنا سیکھے) اور دل میں علم کا اثر نہ ہو۔ اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا (یعنی اللہ سے وہی بندے ڈرتے ہیں جو علماء ہیں (پ۲۲ ع۱۶) لہٰذا علم حاصل کرکے اللہ کے خوف سے دل کو رنگنا چاہیئے۔ تیری انتہا ایسی نہ ہوتی چاہیئے کہ اپنی حالت سے خود اپنے آپ کو جھٹلائے (کہ زبان سے تو علم کی باتیں کرے اور حالت و عمل سے یہ ظاہر ہو کہ تیرے دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف بالکل نہیں۔ یہ علم کی شان نہیں بلکہ جہالت کی پہچان ہے۔ (البرہان المؤید صـ۹۸)

ع شطحیات ان کلمات کو کہتے ہیں جن میں دعویٰ اور رعونت کی بو ہوتی ہے اور وہ محققین کی لغزشوں میں سے ہے (التعریفات صـ۱۱۲)

اللہ کے ماسوا کو چھوڑنے کا مطلب

تیرا اپنے نفس اور اپنے گھر والوں میں مشغول رہنا تیری جہالت کی پہچان ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ ان کو چھوڑ کر الگ ہو جا اور اپنے لئے پہاڑوں میں عبادت کی جگہ بنالے۔ بلکہ میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ اپنے بال بچوں کی خدمت سے اللہ تعالیٰ کی نزدیکی حاصل کرو (یعنی اپنے نفس کی لذت کے لئے ان کی خدمت نہ کرو بلکہ اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لئے ان کی خبر گیری کرو) اپنے نفس کو راحت دو اور سب سے الگ ہو کر اللہ تعالیٰ کی خوشی حاصل کرو (کسی کام میں اپنی یا کسی دوسرے کی خوشی کو مقصود نہ بناؤ بلکہ اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کا قصد کرو) کیونکہ شان خداوندی ہر حالت میں شرک سے پاک اور برتر ہے (پس کسی کام میں اللہ کی رضا کے ساتھ دوسروں کی رضا کو مقصود نہ بناؤ) اعمال شرک مشرکین کی طرف لوٹا دیئے جاتے ہیں اور ان کے منہ پر مار دیئے جاتے ہیں۔ اور موحدین کے اعمال توحید قبول کئے جاتے ہیں اَلَا لِلّٰہِ الدِّیْنُ الْخَالِصُ (یعنی سن لو! خالص اللہ ہی کی عبادت ہے۔ پ ۲۳ ع ۱۵) اور اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے فَمَنْ کَانَ یَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّہٖ فَلْیَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا یُشْرِکْ بِعِبَادَۃِ رَبِّہٖٓ اَحَدًا۔ (یعنی جسے اپنے رب سے ملنے کی امید ہو تو اسے چاہیئے کہ نیک کام کرے اور رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے۔ پ ۱۶ ع ۳۔ البرہان المؤید صہ ۱۰۱)

مسلمانوں کو نصیحت

عزیز من! شریعت کی پابندی اختیار کرو۔ ظاہری احکام میں بھی اور باطنی احکام میں بھی۔ اور اپنے دل کو اللہ کی یاد بھلا دینے سے بچاؤ۔ درویشوں اور غریبوں

کی خدمت کو لازم پکڑو اور نیک کاموں میں ہمیشہ جلدی کرو۔ سستی اور کاہلی کو راہ نہ دو۔ اللہ تعالیٰ کی مرضی پر جمے رہو، خدائے تعالیٰ کے دروازہ پر کھڑے رہو اپنے نفس کو رات میں عبادت کا عادی بناؤ۔ اعمال میں ریاکاری سے اپنے آپ کو بچاؤ۔ تنہائی اور مجلسوں میں بھی اپنے گناہوں پر روؤ۔ صاحبزادے! یہ دنیا محض ایک خیال ہے اس میں جو کچھ بھی ہے فنا ہونے والا ہے۔ صاحبزادے! دنیا والوں کو اپنی دنیا کی فکر ہے اور آخرت والوں کو آخرت کی فکر ہے خبردار جھوٹے دعوے نہ کرنا اور توحید کے دریاؤں میں غوطہ لگانے کا قصد نہ کرنا (البرہان المؤید صفحہ ۱۰۳)

گناہوں کی جڑ

عزیز من! اگر تیری عقل صحیح ہے تو دنیا کی طرف نہ جھکے گا اگرچہ وہ تیری طرف کتنا ہی جھکے۔ کیونکہ وہ خیانت کرنے والی جھوٹی مکارہ ہے۔ اپنے چاہنے والوں کا مذاق اڑاتی ہے۔ جو اس سے الگ رہا وہ بچا رہا اور جو اس کی طرف مائل ہوا تباہ ہو گیا۔ حدیث شریف میں ہے۔ حُبُّ الدُّنْيَا رَأْسُ كُلِّ خَطِيْئَةٍ۔ (یعنی دنیا کی محبت تمام گناہوں کی جڑ ہے۔ تو جیسے اس کی محبت گناہوں کی جڑ ہے ایسے ہی اس سے نفرت اور بے رخی کرنا تمام نیکیوں کی جڑ ہے) دنیا کی مثال سانپ جیسی ہے کہ چھونے میں تو نرم ہے مگر اس کا زہر ہلاک کرنے والا ہے (البرہان المؤید صفحہ ۱۰۶)

علم پر عمل کرو

عزیز من! جب تم کوئی علم حاصل کر لیا اچھی حکایت سنو تو اس پر عمل کرو۔ اور ان لوگوں میں داخل نہ ہو جو جانتے ہیں اور عمل نہیں کرتے ہیں۔ عزیز من! عالم کی نجات اسی میں ہے کہ اپنے علم پر عمل کرے۔ عمل نہ کرنا اس کی تباہی ہے اس لئے کہ حدیث شریف

میں ہے کہ قیامت کے دن اس عالم پر سب سے زیادہ عذاب ہوگا جس نے اپنے علم سے فائدہ نہیں حاصل کیا۔ لہٰذا اپنے وقت کو کھیل کود، گانے بجانے اور ہنسانے والوں کی باتیں سننے میں برباد نہ کرو۔

عزیزمن! ان لوگوں کو سوچو جو تم سے پہلے گذر چکے جن میں انبیاء و مرسلین بھی ہیں بڑے بڑے بادشاہ و سلاطین بھی سب دنیا سے ایسے چلے گئے گویا تھے ہی نہیں۔ وہ پہلے چلے گئے ہم ان کے بعد جانے والے ہیں۔ لہٰذا نیک بندوں کے راستے پر چلتے رہو تاکہ ان کی جماعت میں شامل کر لئے جاؤ اور ان کی پارٹی میں داخل ہو جاؤ۔ یہی اللہ کا لشکر ہے۔ اور یاد رکھو کہ اللہ ہی کا لشکر فلاح پانے والا ہے (شیطان کا لشکر کبھی کامیاب نہ ہوگا۔ (البرہان المؤید ص۱۰۷)

اللہ تک پہونچنے کا راستہ کھلا ہے

بزرگو! حقیقت کا راز ظاہر ہے، معرفت کا جھنڈا بلند ہے اور اللہ تک پہونچنے کا دروازہ کھلا ہوا ہے مگر آپ کو ان نفیس چیزوں کے دیکھنے سے دنیا کی محبت اور موت سے غفلت نے روک رکھا ہے۔ جو شخص یہ جانتا ہے کہ ایک دن ضرور مرے گا تعجب ہے کہ وہ موت کو کیسے بھولتا ہے؟ اور جو شخص یہ جانتا ہے کہ ایک دن دنیا سے جدا ہونے والا ہے تعجب ہے کہ وہ دنیا پر کیسے گرتا پڑتا ہے؟ اور جو شخص یہ جانتا ہے کہ ایک دن اللہ تعالیٰ کے پاس جانا ہے تعجب ہے کہ وہ خدا سے کیوں کٹتا اور دوسروں کی طرف کیسے متوجہ ہوتا ہے؟ خدا کی قسم تمہاری غفلت بہت بڑی مصیبت ہے۔ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ العلی العظیم۔
(البرہان المؤید ص۱۰۷)

حسد سے بچو

عزیزمن! حسد سے بچو اس لئے کہ حسد تمام گناہوں

کی جڑ ہے۔ شیطان نے جب آدم علیہ السلام سے حسد کیا تو ان کے مقابلے میں تکبر اختیار کیا، ان کو سجدہ کرنے سے انکار کیا اور ان کو نقصان پہنچانے کے لئے جھوٹ بولا کہ آدم و حوا کے سامنے قسم کھاکر کہہ دیا اِنِّیْ لَکُمَا لَمِنَ النّٰصِحِیْنَ یعنی خدا کی قسم میں تم دونوں کا پورا خیر خواہ ہوں (پ ۸ ع ۹) آخر کار شیطان اللہ کی رحمت سے دور کیا گیا۔ بس جھوٹ اور تکبر و حسد بندے کو اللہ کے دروازہ سے دور کرنے کے اسباب ہیں۔ تم اپنے نفس کو ان عادتوں کا ہرگز عادی نہ بناؤ۔ اپنے کو سب سے الگ کر کے اللہ کی طرف متوجہ ہو جاؤ۔ اور خوب جان لو کہ روزی مقدر ہو چکی ہے جب اس بات کو اچھی طرح ذہن نشین کر لو گے تو کسی سے حسد نہ کرو گے۔ اور خوب جان لو کہ تم مرنے والے ہو۔ جب اس بات کو پیش نظر رکھو گے تو کسی پر تکبر نہ کرو گے اور خوب سمجھ لو کہ تم سے حساب لیا جائے گا جب اس مضمون کو دل میں جما لو گے تو کبھی جھوٹ نہ بولو گے (البرہان المؤید صفحہ ۱۱)

کشف کیا چیز ہے؟

کشف ایک مقناطیسی قوت ہے جس کی خاصیت یہ ہے کہ چشم بصیرت کی روشنی کو عالم غیب کی طرف کھینچ لے جاتی ہے اور چشم بصیرت کا نور عالم غیب سے اس طرح ملتا ہے جیسے صاف آئینہ سے نظر کی شعاع ملتی ہے جب کہ شعاع پھیلنے کے وقت آئینہ اس کے سامنے ہو پھر جیسے نظر کی شعاع آئینہ سے مل کر سورج کی روشنی لئے ہوئے آنکھ کی طرف لوٹتی ہے اور اس انعکاس سے آدمی کو اپنا چہرہ وغیرہ آئینہ میں نظر آتا ہے اسی طرح چشم بصیرت کا نور عالم غیب کی روشنی لئے ہوئے صاف دل پر منعکس ہوتا ہے پھر ترقی کر کے یہ نور خزانۂ عقل کے روشنی سے دل کے میدان میں پہونچنے لگتا ہے

اس کے اثر سے لطیفۂ سر کی تپلی میں دل کی روشنی چمکنے لگتی ہے اب لطیفۂ سر ان چیزوں کو دیکھنے لگتا ہے جہاں ظاہری نگاہ نہیں پہونچ سکتی نہ سمجھ اس کا تصور کر سکتی تھی اور دوسروں کو اس کا دیکھنا دشوار تھا۔ (البرہان المؤید صـ۱۱۱)

تصوّف کی حقیقت

تصوف اس کا نام نہیں (کہ صوفی لوگوں سے یہ کہے) کہ مجھ سے محبت کرو میری تعظیم کرو اور میری زیارت کرو۔ جس شخص کو کامل معرفت حاصل ہے وہ دنیاداروں کے دروازے پر کھڑا نہیں ہوتا۔ مخلوق سے دل کا مانوس ہونا حق تعالیٰ سے جدا ہونا ہے۔ جو اللہ کے سوا کسی اور سے عزت حاصل کرے گا ذلیل ہوگا اور جو یقین کے درجہ سے محروم ہے وہ متقیوں کے درجہ سے گر گیا اور جو اللہ کے واسطے سب سے الگ ہوگا اللہ تعالیٰ اس کو سب سے ملادے گا۔ (البرہان المؤید صـ۱۱۱)

کون حقیقت بے دینی ہے؟

جس حقیقت کو شریعت رد کرے وہ زندقہ اور بے دینی ہے۔ اگر تم کسی کو ہوا میں چارزانو بیٹھا ہوا بھی دیکھو تو ہرگز اس کی طرف توجہ نہ کرو جب تک کہ شریعت کے امر و نہی میں اس کی حالت کو نہ جانچ لو۔ (البرہان المؤید صـ۱۱۲)

صوفیہ چار قسم کے ہیں

جماعت صوفیہ کی تمام حالتیں اول سے آخر تک چار درجوں میں منتہٰی ہیں۔ اس کی حالت کا پہلا درجہ یہ ہے کہ ایک شخص مرشد کا طالب اس لئے ہوا کہ عام لوگوں کو صوفیہ کی طرف مائل دیکھا تو اس نے بھی عام لوگوں کو اپنی طرف مائل کرنا چاہا اور خانقاہ سے اور اپنی جماعت اور شان سے خوش ہونے

لگا۔ دوسرا درجہ یہ ہے کہ ایک شخص نے مرشد کی تلاش اس لئے کی کہ اس کو اس جماعت کے ساتھ نیک گمان ہے۔ وہ ان سے محبت کرتا ہے اور ان کے طریقے سے بھی۔ اور جتنی باتیں ان سے منقول ہیں ان کو تہ دل سے پاکیزہ اور سچے اعتقاد سے قبول کرتا ہے۔ تیسرا درجہ یہ ہے کہ مرشد تلاش کرنے کے بعد اس نے مقامات میں چلنا شروع کر دیا، گھاٹیوں کو طے کیا اور اس راستہ کے بلند درجوں پر پہنچ گیا مگر کسی وقت حق تعالیٰ کا یہ ارشاد، سَنُرِيْهِمْ اٰيٰتِنَا فِي الْاٰفَاقِ وَفِيْٓ اَنْفُسِهِمْ (یعنی عنقریب ہم اپنی نشانیاں دنیا بھر میں اور خود ان کی جانوں میں ان کو دکھائیں گے۔ پ ۲۵ ع ۱) سن کر ٹھہر گیا اب کبھی تو مخلوق کو خدائی نشان سمجھ کر اس کے مشاہدہ میں پڑ گیا اور ایسا مشغول ہوا کہ خدا سے بھی غافل ہو گیا جس نے یہ نشان دکھلایا تھا۔ اور کبھی اپنے نفس پر یہ سمجھ کر نظر کرنے لگا کہ اس میں بھی اللہ تعالیٰ نے اپنا نشان قدرت و حکمت دکھلایا ہے اور اس میں پڑ کر اللہ تعالیٰ سے غافل ہو گیا۔ اور یہ مقام مقام ادلال و ناز ہے اسی سے شطحیات اور حد سے تجاوز پیدا ہوتا ہے اور اونچے درجات میں پہنچنے کا اظہار اور شاہی حالت اور قول و فعل اور طاقت و قوت کا ظہور ہوتا ہے۔

اور چوتھا درجہ یہ ہے کہ آدمی ہر قول و فعل اور ہر حالت و عادات میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا قدم قدم پر اتباع کرتا ہوا، عبدیت کا جھنڈا بلند کرتا ہوا اور دربار الٰہی میں ذلت کے ساتھ اپنی پیشانی کو بچھاتا ہوا راستہ کو طے کرے اور ہر چیز کے سر پر كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ۔ (یعنی خدا کی ذات کے سوا ہر چیز فنا ہونے والی ہے۔ پ ۲۰ ع ۱۲) کا مشاہدہ کرتا ہے اور مخلوقات میں ہر ذرہ کی پیشانی پر اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ۔

(یعنی سُن لو! اللہ ہی پیدا کرنے والا ہے اور اسی کا حکم چلنے والا ہے۔ پ ۸ ع ۱۴) لکھا ہوا پاتا ہے، اپنی حد پر ٹھہرا رہتا ہے اور ادب کی زمین پہ اپنا رخسار لگائے رہتا ہے اور نشا نہائے قدرت کی گھاٹیوں پر درمیان سلوک میں گذرتا ہے تو ان سے ہٹ کر معبود کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہیں کرتا۔

پس پہلے درجہ والا تو محجوب اور محروم ہے، دوسرے درجہ والا محب و عاشق ہے۔ تیسرے درجہ والا راستہ طے کرنے میں مشغول ہے (ابھی مقصود تک نہیں پہنچا ہے)۔ اور چوتھے درجہ والا کامل ہے پھر ان سب درجوں میں اور بھی بہت سے درجے ہیں جو عارف کو انسان کی حالت میں غور کرنے سے معلوم ہو جاتے ہیں (البرہان المؤید صہ ۱۱۳)

علماء چار قسم کے ہیں

علماء اور فقہا کے بھی چار درجے ہیں۔ ان میں پہلا درجہ تو یہ ہے کہ انسان جھگڑنے، بحث کرنے، فخر کرنے، مال جمع کرنے اور بہت باتیں بنانے کے لئے علم حاصل کرے ـــ دوسرا درجہ یہ ہے کہ کسی نے بحث و مناظرہ اور بڑا بننے کے لئے تو علم نہیں حاصل کیا لیکن اس کو یہ خواہش ہے کہ میرا اشمار علماء میں ہو جائے تاکہ کنبہ اور خاندان والے مجھے اچھا کہیں۔ پھر اسی مقصود پر اس نے کفایت کی اور ظاہر شریعت پر چلتا رہا۔ آگے کچھ نہیں ـــ تیسرا درجہ اس شخص کا ہے جس نے مشکل مسائل کو حل کیا، منقولات و معقولات کی باریک باتیں معلوم کیں، مناظرہ کے دریاؤں میں گھس گیا اور ان تمام باتوں میں اس کی نیت یہ ہے کہ علم حاصل کر کے شریعت کی مدد کرے گا مگر اس کے اندر علم کا غرور ہے اور علم کی وجہ سے دوسروں کو اپنے سے کم سمجھتا

ہے۔ اور جب کسی مسئلہ میں شریعت کی حمایت کو کھڑا ہوتا ہے اس وقت اگر کوئی اس کی دلیل پر اعتراض کر دے تو اپنے نفس کی حمایت میں ایسا مغلوب ہو جاتا ہے کہ حد سے نکل جاتا ہے اور مدمقابل کے سامنے دلیلیں قائم کرنے لگتا ہے، اس کو برا بھلا کہنے لگتا ہے اور بعض اوقات اس کو کافر قرار دیتا ہے اور اس پر طعن کرنے لگتا ہے اور ایسا حملہ کرتا ہے جیسے درندہ شکار پر حملہ کیا کرتا ہے اور شریعت کی مقرر کردہ حد کی بالکل رعایت نہیں کرتا نہ اپنے حالات میں اور نہ مدمقابل کے حالات میں۔

اور چوتھا درجہ اس شخص کا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے علم عطا فرمایا تو اس نے اپنے آپ کو غافلوں کے جگانے، جاہلوں کو راستہ بتانے، بھاگنے والوں کو واپس لانے اور مفید علوم اور نصیحت کی بات پھیلانے کے لئے وقف کر دیا اور جو باتیں شرعاً بری ہیں نفسانی غرض سے پوری طرح الگ ہو کر ان کی مخالفت کرتا ہے۔ اور جو شرعاً پسندیدہ ہیں ان کو پسند کرتا ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ اچھی بات وہی ہے جس کو شریعت نے اچھا بتایا اور بری وہی ہے جس کو شریعت نے برا بتایا۔ اپنی غرض کے لئے کھینچ تان کر کسی چیز کو اچھا یا برا بنانے سے وہ اچھی یا بری نہیں ہو جائے گی۔ عقلمند بن کر حکمت کے ساتھ نیک کاموں کا حکم کرتا ہے۔ نہ بات میں سختی کرتا ہے اور نہ برتاؤ میں۔ مہربان بن کر برے کاموں سے روکتا ہے نہ حد سے بڑھتا ہے اور نہ کسی پر ظلم کرتا ہے۔

پس پہلے درجہ والا تو برا ہے، دوسرے درجہ والا محروم ہے۔ تیسرے درجہ والا دھوکا میں ہے اور چوتھے درجہ والا صاحب معرفت سچا عالم ہے۔ پھر ان درجات میں سے بھی ہر درجہ میں بہت سے درجات ہیں جو آدمی کی

حالت سے معلوم ہو سکتے ہیں اور گناہوں سے محفوظ وہی ہے جس کو اللہ تعالیٰ بچالے۔ حقیقت تمہارے سامنے ظاہر ہو چکی۔ (البرہان المؤید ص۱۱۴)

صوفیہ اور علماء کے راستے کی انتہا ایک ہے

بزرگو! صوفیہ کے راستے کی انتہا وہی ہے جو عالموں کے راستے کی انتہا ہے اور عالموں کے راستے کی انتہا وہی ہے جو صوفیہ کے راستے کی انتہا ہے۔ جن گھاٹیوں میں پھنس کر علماء مقصود کی طلب سے رہ جاتے ہیں انھیں گھاٹیوں میں صوفیہ بھی اپنے سلوک میں مبتلا ہوتے ہیں۔ (دونوں کو مقصود سے روکنے والی ایک ہی چیز ہے یعنی غرض نفسانی اور حب دنیا و حب جاہ۔ اور دونوں کو مقصود تک پہنچانے والی بھی ایک ہی چیز ہے یعنی اخلاص اور ماسوائے حق سے رخ پھیر لینا) طریقت عین شریعت ہے اور شریعت عین طریقت ہے دونوں میں صرف لفظی فرق ہے اصل اور مقصود و نتیجہ دونوں کا ایک ہے۔ میرے نزدیک جو صوفی عالم کی حالت کا انکار کرے (اس کو برا کہے) یقیناً مبتلاء قہر ہے اور جو فقیہ صوفی کی حالت کا انکار کرے (اس کو برا کہے) وہ راندۂ درگاہ ہے ہاں اگر کوئی عالم اپنی طرف سے حکم کرتا ہو شریعت کی ترجمانی نہ کرتا ہو یا صوفی اپنے طور پر راستہ طے کر رہا ہو شریعت کے موافق نہ چلتا ہو تو پھر (ایک دوسرے کو برا کہنے میں) کسی پر گناہ نہیں۔

صوفی کامل اور فقیہ عارف یہ دونوں ہرگز ایک دوسرے کا انکار نہیں کر سکتے۔ اور اگر کریں گے تو یقیناً وہ تصوف اور علم شریعت سے ناواقف ہیں۔ صوفی عارف اس وقت کیا کرے گا جب اس سے کوئی عالم عارف یہ سوال کرے کہ کیا تم اپنے مریدوں سے یوں کہہ سکتے ہو کہ نماز نہ پڑھو، اور

روزہ نہ رکھو، گناہوں سے نہ بچو، اور اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حدود پہ نہ ٹھہرو۔ تم کو خدا کی قسم کیا وہ اس سوال کے جواب میں حاشا ﷲ اور نعوذ باللہ کے سوا کچھ اور بھی کہہ سکتا ہے؟

اسی طرح فقیہ عارف اس وقت کیا کرے گا جب کوئی صوفی عارف اس سے یہ کہے کہ کیا تم اپنے شاگردوں سے یہ کہہ سکتے ہو کہ ذکر اللہ زیادہ نہ کرو مجاہدات کے ذریعہ نفس کے ساتھ جنگ نہ کرو اور اللہ کے لئے سچا اخلاص حاصل کرنے کی کوشش نہ کرو۔ تمہیں خدا کی قسم کیا وہ بھی اس کے جواب میں حاشا للہ اور استغفر اللہ کے سوا کچھ اور کہہ سکتا ہے — پس معلوم ہو گیا دونوں کی اصل اور مقصود و نتیجہ ایک ہی ہے صرف لفظ کا فرق ہے اور کچھ نہیں لہٰذا جس صوفی کو لفظوں کا پردہ اصل اور مقصود و نتیجہ کے سمجھنے سے روک دے وہ جاہل ہے اور اللہ تعالیٰ نے کسی جاہل کو ولی نہیں بنایا۔ اور جس عالم کو یہ لفظی حجاب حقیقت سمجھنے سے روک دے وہ بھی محروم ہے۔ اے اللہ! میں اس علم سے تیری پناہ مانگتا ہوں جو فائدہ نہ دے (البرہان المؤید ص ۱۱۵)

اسلام کو علماء اور صوفیہ دونوں کی ضرورت ہے

عزیز من! ان مسکین صوفیوں سے جو حجاب میں پڑے ہوئے ہیں کہو کیا تم یہ نہیں چاہتے کہ تمہارے شہروں میں ایسے عالم موجود رہیں جو بے دینوں بد مذہبوں اور گمراہوں کے شبہات کا روشن دلیلوں سے جوابات دیتے رہیں؟ اور اگر نہیں چاہتے ہو تو یہ تمہاری جہالت و حماقت ہے اور اگر چاہتے ہو تو علماء کی ضرورت کو تم نے تسلیم کر لیا پھر ان کی مخالفت اور ان پر اعتراض کیوں کرتے ہو؟

اسی طرح ان غریب علماء سے بھی پوچھو جو حجاب میں پڑے ہوئے
ہیں کہ کیا تم یہ نہیں چاہتے کہ تمہارے شہروں میں ایسے لوگ رہیں جو زبردست
کرامتوں سے منکروں، گمراہوں، اسلام کے مخالفوں اور معاندوں کو دبا کر
مغلوب کر دیں جن کو دیکھکر مخالفین اسلام خود ہی بول اٹھیں کہ واقعی اسلام
سچا مذہب ہے اور بحث و تکرار کی نوبت ہی نہ آئے۔ کیا تمہارا دل یہ چاہتا
ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روحانی زبان کا سلسلہ بند ہو جائے
اور کیا تمہارے نفس یہ خواہش کرتے ہیں کہ معجزات نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ
والتحیۃ کی سلطنت جاتی رہے۔ اگر تمہاری یہی تمنا ہے تو اپنے ایمان کی خیر
مناؤ۔ اگر نہیں تو بتاؤ کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا روحانی ترجمان
کون ہے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معجزات کا نمونہ کس کے پاس
ہے؟ تمہارے پاس یا صوفیہ کے؟ اگر یہ لوگ نہ رہے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کے روحانی اور باطنی کمالات کا نمونہ دنیا کو کون دکھلائے گا۔
(البرہان المؤید ص ۱۱۶)

اسلامی اخلاق و آداب

ماخوذ "اسلام کی پہلی کتاب" از حضرت مولانا غلام قادر بھیروی رحمۃ اللہ علیہ

- جو کام شروع کرو پہلے بسم اللہ پڑھو۔
- جو کام شروع کرو اس کے انجام کو خوب سوچ لو تاکہ آخر میں کوئی پریشانی نہ ہو۔
- ہجومِ خلق اور آمد و رفت آدمیوں سے نہ گھبراؤ اور ترش رُو مت ہو۔
- اپنے رُتبے، عزّت اور بزرگی پر غرور ہرگز نہ کرنا چاہیئے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی عطا ہے۔ اور ہر کمال کو زوال ہے۔
- نماز اور کھانے کا وقت برابر ہو تو پہلے کھانا کھا لو۔ اگر بھوک غالب نہ ہو تو نماز کو مقدم سمجھو۔
- کھانا کھانے کے وقت لقمہ چھوٹا ہو۔ خوب چبا کر نگلو۔ جب تک پہلا لقمہ نگل نہ لو دُوسرے لقمے پر ہاتھ نہ بڑھاؤ۔
- روٹی پر ہڈی وغیرہ نہ رکھو، جس چیز کے ساتھ روٹی کھاتے ہو اس کا روٹی پر رکھنا منع ہے۔ طعام کے اندر پھونکیں نہ مارو بلکہ ٹھنڈا کر کے کھاؤ۔
- نیک لوگوں کی آبرو کو اپنی زبان سے ٹکڑے مت کرو تاکہ دوزخ کے کُتّے تمہارے بدن کو ٹکڑے نہ کریں۔
- جو کوئی خُدا کی نعمت کی قدر نہیں کرتا وہ نعمت اس سے چھین لی جاتی ہے۔
- آنکھ کی حفاظت کرنا لازم ہے کیونکہ وہ سب فتنوں اور آفتوں کا سبب ہے۔
- نظر کو بے فائدہ چیزوں سے روکنا عبادت کی لذّت و حلاوت اور دل کی صفائی پیدا کرتا ہے۔
- اصل یہ ہے کہ اپنے عضوؤں کا دھیان کرو کہ ہر ایک کو کس لیے پیدا کیا ہے۔ اسی کام کے لیے اس کو برتو۔